رجسٹرڈ ایل ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

قیمت سالانہ جو پیشگی عام سے لیجاتی ہے ؏ خواص اور معاونین سے ؏ ہندوستان سے باہر للعہ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۱ | دار الامن والامان قادیان ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۰ جلد ۵

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے چنانچہ اھدنا الصراط میں تکمیل علمی کیطرف اشارہ ہے اور تکمیل عملی کا بیان صراط الذین انعمت علیھم میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل اور اتم ہیں وہ حاصل ہو جائیں جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے جب تک پورا نشو و نما حاصل نہ کرے اسکو پھول پھل نہیں لگ سکتے اسیطرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجود نہیں ہیں وہ ہدایت مردہ ہدایت ہے جس کے اندر کوئی نشو و نما کی قوت اور طاقت نہیں ہے جیسے اگر کسیکو وید کی ہدایت پر پورا عمل کرنے سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ ہمیشہ کی مکتی یا نجات حاصل کریگا + اور کیڑے مکوڑے بننے کی حالت سے نکل کر دائمی سرور پائے گا + تو اس ہدایت سے کیا حاصل - مگر قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اسپر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کے اعمال صالحہ جو قرآنی ہدایتوں کے موافق کیئے جاتے ہیں وہ ایک شجر طیب کی مثال پر جو قرآن شریف میں دی گئی ہے بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ ان میں پیدا ہوتا ہے

پس اگر کوئی شخص اپنے ایمان میں نشو و نما کا مادہ نہیں رکھتا بلکہ اس کا ایمان مردہ ہے تو اسپر اعمال صالحہ کے طیب اشجار کے بار ور ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں صراط الذین انعمت علیھم کہہ کر ایک قید لگا دی ہے یعنی یہ راہ کوئی بے ثمر اور حیران اور سرگردان کرنے والی راہ نہیں ہے بلکہ اسپر چل کر انسان بامراد اور کامیاب ہوتا ہے اور عبادت کے لئے تکمیل عملی ضروری شے ہے ورنہ وہ محض ایک تکمیل ہوگا کیونکہ درخت اگر پھل نہ دے خواہ وہ کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو مفید نہیں ہو سکتا ہمارے مخالفوں کی حالت ایسی ہے جس سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے کیونکہ وہ نیک کو برا اور مامور من اللہ کو کذاب سمجھتے . . . ہیں جس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے اور اب یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور

مسیح موعود

کے نام سے دنیا میں بھیجا ہے جو شخص میری مخالفت کرتے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ جب میں نے دعویٰ نہ کیا تھا بہت سے ان میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - اور اپنے ہاتھ سے پانی لے کر وضو کرانے کو ثواب اور فخر جانتے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے جو میری بیعت میں آنے کے لئے مجھ سے مشورہ دیتے تھے

مگر بے پرا ور ذلیل ہاتھوں سے گرائی گئی۔ اس مقدمہ میں ہماری کامیابی خدا تعالیٰ کے وجود کا بڑا بھاری **نشان** اور اس کے مرسلوں اور برگزیدوں کے صدق دعوے کا **ثبوت** ہے۔ اس نشان کے ساتھ بھی وہی لوازم اور حالات اور قرائن ہیں جو اس کی نسبت بجانب ہونے کا قطعی فیصلہ کرتے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسری صادقوں کی علامات اور آیات کے ساتھ تھے۔ اس مقدمہ کی نسبت بہت مدت اسکے فیصلہ سے پہلے اسی طرح تحدی اور شوکت اور صراحت اور وضاحت سے پیشگوئی کی گئی جس طرح ان واقعات اور مقدرات کی نسبت قبل از وقت پیشگوئیاں کی گئیں جو حضرت حامل القرآن (علیہ صلوات الرحمٰن) کی نبوۃ و رسالت کا ثبوت ٹھیریں اور وہ قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ خدا کے اس نشان کا انکار کرنا آسان اور بے نتیجہ بات نہیں اس لئے کہ لازما اس انکار سے الحاد کا وہ کیڑا پیدا ہوگا جو آخر انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور آیات کی نسبت ایمان کے مغز کو بھی کھا جائے گا۔

پیشگوئی کی حقیقت یہی ہے کہ وہ وقت سے پہلے ہو یعنی ایسے وقت میں ہو جب کہ فریقین میں یعنی پیشگو کرنیوالے میں اور ان لوگوں میں جن کی نسبت پیشگوئی کی گئی مساوات کی کوئی نسبت نہ ہو۔ ایک طرف ایک مہجور و متروک القوم اور ہر قسم کے مکائد اور منصوبوں کا نشانہ اور عرفی اور مادی لحاظ میں پورا بے سامان ہو اور دوسری طرف مادی کامیابی کے لئے جتنے سامان ظاہر میں اور مادہ پرست نگاہ میں ممکن ہو سکتے ہیں میسر ہوں۔ پھر وہ مدعی غیب کی بات سنانے والا کامیاب ہو جائے اور اس کی اسی طرح عزت اور شوکت ظاہر ہو جیسے اس کی پیشگوئی کے الفاظ دعوے کرتے تھے ورنہ اگر ان ملاحظات سے چشم پوشی کیجائے تو وہ تمام واقعات جن کی چٹان پر عظیم الشان نبوتوں اور رسالتوں کی پائدار عمارت اٹھائی گئی ہے معمولی واقعات کی نشیب زمین پر اتر آتے اور نبوتوں کو شک اور ناپائداری کے گڑھے میں لے گرتے ہیں۔ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا واقعہ دریا سے قوم کے ساتھ بچکر گذر جانا اور ان کے دشمنوں کا اسی پانی کی راہ سے آگ میں جانا سرسری نگاہ میں قانون قدرت کے موافق معمولی واقعہ ہے۔ ایسا ہوا ہی کرتا ہے کہ کبھی ایک گروہ دریا سے سلامت نکل گیا اور معاً اس کے پیچھے دوسرا گروہ جو اپنی نقوش اور بچھڑ نڈی کو سلامتی کی کشتی یقین کرتا تھا خونخوار موجوں کا طعمہ بنگیا پھر اسے کس چیز نے ایسے سرخاب کے پر لگا دئے جو قرآن مجید کے مکرم دفتر میں ثبت ہو کر حضرت مثیل موسیٰ محمد نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کا توطیہ اور تمہید اور مشبہ بہ قرار دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسکی نسبت ایک بے سامان اور ناتوان انسان کے منہ سے خدائے قدوس ہمہ قدرت کی طرف منسوب کر کے بر تحدی پیشگوئی ہو چکی تھی۔ جسے خدا کی محفوظ کتاب نے ان پر شوکت اور لرزہ انگن الفاظ میں نقل کیا ہے۔ **فَأْتِيَاهُ** فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ۝ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ **ترجمہ** تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو ہم تیرے پروردگار کے بھیجے آئے ہیں پیغام یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو ہماری ساتھ کر دو اور انہیں دکھ نہ دو اور تیرے رب کی طرف سے اپنی صداقت پر بڑا عظیم الشان نشان لائے ہیں اور یاد رکھو سلامتی اسی کا ساتھ دے گی جو اس راہ حق پر چلا جو ہم لائے ہیں۔ اور ہم کو خدا نے صاف کہدیا ہے کہ ہماری باتوں کو جھٹلانے والا اور تکبر سے منہ پھیرنے والا خدا کی سزا میں گرفتار ہوگا۔ پھر اس سورۃ کے آخر میں جہاں خدا کی بلیغ کتاب نے **مخلص** کے عجیب اور غیر مسبوق اسلوب کو نباہنا چاہا ہے اس واقعہ کو حضرت مثیل موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی کامیابی کی تمہید ٹھیرا کر آپ کے دشمنوں کو اس نظیر سے دھمکایا ہے چنانچہ

فرماتا ہے

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝

ترجمہ کیا (موسیٰ اور فرعون کے واقعہ کو سنکر) انہیں راہ نہیں ملگئی اور خوب سمجھ نہیں گئے (کہ کیوں ہم نے یہ قصہ موسیٰ اور فرعون کا انہیں سنایا۔ تو سمجھ لیں کہ ہماری غرض اس سے انہیں یہ سمجھانا ہے) کہ ہم ان کے انداز و شیوہ کے کس قدر گروہ ان سے پہلے ہلاک کر چکے ہیں جو بلا روک اور آزادی سے اپنی مسکنوں میں رہتے تھے۔ ان میں ان دانشمندوں کیلئے جو اپنا بچاؤ کرنے کی راہوں کو سمجھ سکتے اور ہلاکت کی راہوں سے بچنے کی آرزو اور دانش رکھتے ہیں بڑے نشان ہیں۔ اور اگر فیصلہ کی ایک حکیمانہ میعاد ہماری طرف سے مقرر نہو چکی ہوتی۔ تو ہم ان گستاخوں پر فوری عذاب نازل کر دیتے۔ ان کی باتوں پر صبر کر اور آفتاب کے چڑھنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر اور رات کی گھڑیوں اور دن کے اطراف میں بھی تسبیح

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیری سب ہی مرادیں پوری ہو جائیں گی۔ اور تیرے دشمن کفار کو جو ہم نے طرح طرح کی آسائش کے سامان دے رکھے ہیں اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھ کہ یہ سب سامان اسی ورلی زندگی کی نمائش اور آرائش ہے اور اس سے ہماری یہ غرض ہے کہ اُنہیں امتحان میں ڈالکر جانچیں اور تولیں اور تیرے رب کی عطا اور روزی جو تجھے دی گئی ہے خیر اور برکت اسی میں ہے اور اُس فانی متاع کے مقابل ابدی اور باقی یہی ہے۔ اور تو اپنے اہل کو نماز کا امر کر اور خود بھی اُس پر ہر قسم کا دکھ درد برداشت کرکے قائم رہ ہم تجھ سے کوئی رزق نہیں مانگتے رازق تو ہم ہیں اور کامیابی اور انجام نیک تو تقوی کے لئے یعنی متقی کے لئے مقدر ہے۔ اور کافر نکتہ چینی کے طور پر کہتے ہیں کہ ہماری اس تکذیب کے عوض میں جو اس کی نسبت ہم کر رہے ہیں ہمارے لئے کوئی سزا کا نشان کیوں نہیں لاتا اس کے جواب میں انہیں کہو کہ کیا پہلے نوشتوں کے کھلے نشان اُن تک پہونچے نہیں۔

ان آیات میں غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ معجزات یا آیات و علامات نبوت کی حقیقت کیا ہے۔ وہ ہیں تو وہی واقعات جو قانون قدرت کے سچے اور صحیح نظام کے موافق واقع ہوتے اور سچے سائینس کی مستقیم راہ پر ہمیشہ اُن کی رفتار ہوتی ہے ہاں ان واقعات کا وقوع ایک انسان کے پر تحدی اور پر شوکت دعوی کے بعد اضافۃً معجزہ اور اُس کے صدق دعوی کی دلیل ٹھہر جاتا ہے اس لئے کہ محدود العلم اور ضعیف القوی انسان کے قوت قلبی اور پوری سکینت سے بھرے ہوئے الفاظ کہ یوں ہی ہوگا اور یقیناً یوں ہی ہوگا بتاتے ہیں کہ یہ دعوے درحقیقت اس کی طرف سے اس انسان کی زبان پر چڑھ کر گفتگو کر رہے ہیں جو ذرات کائنات پر متصرف اور مدبر بالارادہ وجود ہے اور یہ نظام شمسی یقیناً ایک ایسے مقتدر ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہا ہے جو اپنے ماضی ارادہ اور نافذ مشیت کے موافق ہر آن ہیں ذرات نظام کو کام میں لانے پر آزاد قادر ہے۔ اور صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ نظام مضبوط حکمت اور روشن تمیز اپنے اندر رکھتا ہے یا یوں کہو کہ خدا تعالی کی حکومت ممیز حکومت ہے اور وہ قادر ہے کہ اپنے ارادہ کے موافق اپنے دوستوں اور اپنے دشمنوں کو یا اپنے برگزیدوں کے اور اُن کے مخالفوں کو اسی نظام سے مختلف نتیجے دکھلائے۔ پانی کو ایک دشمن کے حق میں آگ اور آگ کو ایک دوست کے حق میں گلزار بنادے۔ یہی ایک تمیز یعنی دوست اور دشمن میں فرقان اور امتیاز کر دینا ایک فریق کو باوجود اُن کے مسلّم ضعف اور بے سامانی کے اُن کے دعووں کے مطابق حرفاً حرفاً منصور اور مؤید کرنا اور دوسرے گروہ کو باوجود اُن کے خوفناک کبر اور استکبار اور پورے سامانوں کے مقہور و مخذول کرنا اور لا معلوم قدامت سے اس سنت مؤکدہ کا لاتبدیل چلا آنا واضح سے واضح دلیل ہے باری تعالی کی ہستی پر اور اس کے مقابل کسی دوسری دلیل میں یہ تاثیر حق اور قبول اور روشنی نہیں۔ مثلاً غور کرو اور خوب سوچو کہ یہ مسلم امر ہے کہ اس کائنات کی ترکیب بے جوڑ اور عبث نہیں بلکہ اس کی تمام تراکیب اور اسالیب اس طرح موضوع ہوئی ہیں کہ ان سے قسم قسم کے سچے سائینسوں نے نشو و نما پایا ہے اور مادی فلاسفر اور حکما اضطرار سے ایسا عقیدہ رکھنے کی طرف جھک گئے کہ یہ قانون قدرت اپنے نتائج کے دینے پر مجبور محض ہے اس کے علل اور معلولات کا سلسلہ اپنی فطری ترکیب اور افتاد کے موافق تحریک میں آتے رہنا ضروری ہے۔ اس میں ممیز ارادہ نہیں۔ جیسے مثلاً آفتاب کی روشنی کو ارادہ اور تمیز نہیں بخشی گئی کہ وہ اپنی کرنوں کے ڈالنے میں اپنے پرستار اور منکر میں تمیز و فرق کرے۔ آج جو اسقدر مادہ پرستی اور دہریت کا سمندر تلاطم میں آرہا ہے اور خدا شناسی اور خدا پرستی کو پرانے وحشی زمانہ کے بچوں کو خوش کرنیوالے کھیل سمجھا گیا ہے اس کی وجہ بجز اس کے کیا ہے کہ یہ اعتقاد بصر اور بصیرۃ اور لذت دل سے طبائع میں نہیں رہا کہ اس نظام پر حکمت کے اصلی کُل ایک قادر مطلق حکیم مدبر بالارادہ اور مُتصرف اور متصرف علی الکل کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنے پر علم اور پر قدرت ارادہ اور مشیت سے ان مشینوں سے ہر آن میں کام لیتا ہے مگر جب یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو جائے کہ جیسا کہ خدا کے پاک نوشتوں اور اس کے برگزیدہ ماموروں نے دعوی کیا ہے یہ نظام شمسی اپنے پر حکمت نظام میں اپنے دخل اور تصرف کے بغیر ایک مقتدر حکیم اور مدبر کے احاطۂ قدرت میں اس کی انگلیوں پر کھیل رہا ہے تو کس صفائی سے خدا کا ایسا وجود جو جامع جمیع صفات کاملہ اور تعطل اور انجماد اور بے تصرفی اور سکوت وغیرہ نقائص سے منزہ ہے ثابت ہو جائے گا اور یہ بات جو انسان کو اس کی غایت آفرینش پر پہونچانے کی جڑھ ہے حاصل نہیں ہو سکتی بجز مرسلوں کے وجود کے اور پھر اُنکے اس کمال کے جسکا نام **اظہار علی الغیب** یا اخبار عن الغیب پیشگوئی ہے۔ ابتدا سے جب سے انسان نے تمدن کا خوشنما جامہ پہنا اور سلسلۂ بعثت انبیا تحریک میں آیا ہے ایک قوم نے پر تحدی اور پر رعب الفاظ میں اپنی نصرت اور اپنے دشمنوں کے خذلان اور ہزیمت کی قبل از وقت خبر دی اور وہ اسی طرح حرفاً پوری ہوئی۔ اس پر حکمت سلسلہ کی کبھی ایک کڑی بھی نہیں ٹوٹی اور کبھی اس سرہ بازی میں راستباز نہیں ہارے۔ بلکہ اسی لازوال نصرت نے تو فصیح زبان سے گواہی دی کہ منجانب اللہ

ہونے کا دعویٰ کرنے والے اپنے دعوؤں میں صادق ہیں۔ نظام شمسی اگر اپنی تاثیر میں قادر یا مضطر ہے اور آدم زاد یکساں اس کی تاثیر کے نیچے ہیں تو کیوں ایسا ہوا اور اس کے خلاف نہ ہوا۔ مختلف ملکوں اور مختلف ہواؤں اور بولیوں میں مختلف زمانوں میں ایک ہی رنگ اور ایک ہی دل و دماغ کی قوم نے بڑے زور سے اور پوری قوۃ سے جس کی کمر کبھی زندگی کے طویل دوروں میں ترہیب و ترغیب نے ڈھیلی نہ کی یہ دعویٰ کیا کہ ہم خدا کی طرف سے ہیں اور یہ آسمان و زمین حق کے ساتھ حق کے لیئے پیدا کیا گیا ہے یعنی خدا نے اپنی الوہیت کے جلال کے اظہار کا کام لینے کے لیئے پیدا کیا ہے اور اسے وہ اپنی مرضی کے موافق چلا رہا ہے اور ہم اس کے اس عزیز جلال اور شان الوہیت کی اظہار کے لیئے مبعوث ہوئے ہیں اس لیئے ضروری ہے کہ وہ کامل الارادہ کامل العلم اور کامل القدرت خدا جس کی حکومت ہمیز حکومت ہے ہمیں کامیاب اور منصور کرے اور ہمارے دشمنوں کو جو درحقیقت اس کے دشمن ہیں نابود کرے۔ یہ بلند دعویٰ ہمیشہ سرسبز ہوا اور کبھی کسی زمانہ میں اس کی امدادی نہریں نہ سوکھیں کہ یہ شمر درخت خشک ہو جاتا۔

کبھی کسی زمانہ میں کوئی مامور اپنی زندگی کے دراز دور میں کسی ایسی خوفناک بیماری میں مبتلا نہیں ہوا جسے عرف اور عادت نے گھنونی اور قابل اجتناب مرض مانا ہے۔ کوئی ان میں سے مجذوم نہیں ہوا۔ مبروص نہیں ہوا۔ کوئی نابینا نہیں ہوا۔ کسی پر فالج نہیں گرا۔ کوئی مصروع نہیں ہوا۔ کوئی درد گردہ۔ اور استسقا اور طاعون اور ہیضہ اور قولنج سے ہلاک نہیں ہوا۔ غرض قادر متصرف علیم حکیم خدا نے ان ذریعوں سے ثبوت دیا ہے کہ اسکی حکومت اضطراری نہیں اختیاری اور اقتداری ہے۔

غرض اقتداری پیشگوئیاں ہی ایک ذریعہ ہے جس سے خدا کا ثبوت ملتا اور انبیا کی بعثت کی غرض پوری ہوتی ہے اور یہی زندہ معجزات اور علامات النبوۃ ہیں جو کسی زمانہ میں ان کی جڑ کو فنا کی صرصر جگہ سے اکھاڑ نہیں سکتی۔ قرآن کریم نے جو زندہ خدا کی زندہ اور مبارک کتاب ہے اسی پر اپنے مرسل کے دعوی کی حقیقت کا مدار رکھا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کی جگہ جسے ہم نے اوپر نقل کیا ہے **بدر** کی پیشگوئی کو رکھا ہے اور بڑے فخر اور ناز سے اس باشان دن کو یوم الفرقان کہا ہے۔ وہ کیا تھا یہی کہ چند آدمی معمولی جنگ میں چند ہم جنسوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ مگر خدائے حمید کی کتاب مجید کا سارا ناز اسی پر ہے اور یہی واقعہ ہے جسکی نسبت توریت میں لکھا تھا کہ اُسدن قیدار کی حشمت اور شوکت ٹوٹ جائے گی۔ قبل از وقت پر شوکت پیشگوئیوں نے جو قرآن کریم میں جلالی الفاظ میں مذکور ہیں اس واقعہ کو دعویٰ نبوت کے صدق کی دلیل ٹھیرایا ہے۔ اسی طرح اور اسی رنگ میں۔ اسی شان اور شوکت سے اور ایسے ہی پر تحدی الفاظ میں اس **دیوار** کی نسبت خدا کے **مرسل مسیح موعود** نے اس زمانہ میں جب کہ نبوتوں اور ان کی نشانوں کو مردہ کہا گیا تھا پیشگوئی کی۔ اور وہ **پوری** ہوئی۔ اور اس نے آپکے صدق دعویٰ پر ابدی مہر لگادی۔

چند روز ہوئے میر ناصر نواب صاحب کو ایک بی اے نوجوان نے جو نیچریزم اور دہریت کی وبائے عام سے متاثر ہے کہا کہ اب جو یہ مقدمہ فتح ہو گیا تو اس کے پیچھے یقیناً کوئی الہام گھڑ لیا جائے گا۔ یہ خیال ایک بدقسمت نوجوان کا نہیں بلکہ یہ ایک منہ ہے جس کے اندر ہزاروں ایسوں کی زبان رکھی گئی ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ یہاں وہ پیشگوئی قلم بند کریں جو دیوار کی نسبت ہوئی۔ اس عظیم الشان

پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں

الرحیٰ تدور و ینزل القضا۔ ان فضل اللہ لآت ولیس لاحد ان یرد ما اتیٰ۔ قل ای وربی انہ لحق لا یتبدل ولا یخفیٰ۔ و ینزل ما تعجب منہ وحی من رب السموات العلیٰ۔ ان ربی لا یضل و لا ینسیٰ۔ ظفر مبین و انما یؤخرھم الی اجل مسمّیٰ۔ انت معی و انا معک قل اللہ ثم ذرہ فی غیہ یتمطیٰ۔ انہ معک و انہ یعلم السر وما اخفیٰ لا الہ الا ھو یعلم کل شیء و یریٰ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا و الذین ھم یحسنون الحسنیٰ۔ انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا و قالوا کذاب اشر۔ وجعلوا یشھدون علیہ و یسیلون الیہ کماء منھمر۔ ان حبی قریب انہ قریب مستتر۔

ترجمہ

چکی پھرے گی اور قضا نازل ہوگی یقیناً خدا کا فضل آنے والا ہے اور کسیکی طاقت نہیں کہ رد کرے اُسے جو آگیا۔ کہدے ہاں میرے رب کی قسم یقیناً وہ حق ہے وہ نہ بدلے گا اور نہ مخفی رہے گا۔ اور ایسا امر اُترے گا جس سے تو اچنبھے میں رہے گا۔ یہ وحی ہے بلند آسمانوں کے رب کی طرف سے۔ میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ وہ فتح مبین ہوگی۔ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ان لوگوں کو خدا نے ایک وقت تک ڈھیل دے رکھی ہے۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ کہدے اللہ پھر اسے (یہ اشارہ ہے ظالم دشمن کیطرف جو اضرار کا بانی ہے) چھوڑدے کہ تا وہ غرور و ناز میں مٹک مٹک کر

چلے۔ وہ تیرے ساتھ ہے اور وہ
جانتا ہے ستر کو اور اس سے بھی زیادہ
پوشیدہ چیز کو۔ اس کے سوا کوئی معبود
نہیں اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا اور دیکھتا
ہے۔ اللہ یقیناً ان کے ساتھ ہے
جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو
نیکی کو سنوار کر کرتے ہیں۔ ہم نے احمد
کو اس کی قوم کی طرف بھیجا آخر انھوں
نے منہ پھیر لیا اور کہا یہ تو جھوٹا
خود پسند ہے۔ قوم کے لوگ اس
کے خلاف شہادت دیتے اور اس
کی طرف یوں دوڑتے ہیں جیسے بہنے
والا پانی۔ میرا محبوب قریب ہے
وہ قریب ہے مگر چھپا ہوا ہے۔
اسے پڑھکر الہامی رموز کو پہچاننے
والا شرح صدر سے بول اٹھتا ہے کہ
یقیناً اسی طرح ذو الجلال خدا کا کلام ہے
جس طرح قرآن کریم کی وحی اور دیگر صحف
انبیا کی وحی اسی کا کلام ہے۔ کاش قوم
میں حسن ظن کا مادہ ہوتا اور وہ ہماری
شہادت کو کسی پایہ کی شہادت سمجھتے
پر بعد میں جلیل الشان صحابہ کی شہادت
آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت
سمجھی گئی مگر افسوس بدگمانی کا گھن جو
معاصی اور فسق کے دلیرانہ ارتکاب سے
پیدا ہوتا ہے قوم کے ایمان کو بودا
اور بالکل بے جوہر کر گیا ہے۔ اور وہ
خدا کے مسیح کی نسبت اور ہماری نسبت
وہی الفاظ منہ سے نکالتے ہیں جو گستاخ
شریر منہ... راست بازوں کی نسبت
بولتے رہے ہیں۔ یہ لوگ اپنی گندی
اور ناپاک تحریروں میں جب ہماری نسبت
لکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ دنیا کمانے اور
لوگوں کو جال میں پھنسانے کے لئے
کھڑا کیا گیا ہے اور یہ سب جھوٹے اور
مکار ہیں جو اکٹھے ہو کر دکان کھولے
بیٹھے ہیں تو اس پر بڑا فخر کرتے اور ایک
دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں کہ دیکھا
ہماری عقل کیسی تیز اور ہمارا فہم کیسا
نکتہ رس ہے اور ہم نے کیسے اندر کا
راز پا لیا ہے۔ عنقریب یہ گستاخ
جلد باز جو خدا تعالے کی خوفناک نہی
(لا تقف ما لیس لک بہ علم)
سے نہیں ڈرتے سمجھ لیں گے کہ کون خدا
تعالے کی سیدھی راہ پر ہے اور کون ضلالت
اور ہلاکت کی انتہاء کنوئیں میں گرنے
کی راہ پر قدم مار رہا ہے۔ غرض ہم
اس جلالی **وحی** کے شاہد ہیں اور
عرش عظیم کا رب اور عالم السر والعلن
خوب جانتا ہے کہ نزول کے وقت ہم
اس کی کیسی زندہ عظمت ہمارے دلوں پر
کندہ ہے اور آج ہم کس فخر سے اور خوشی
سے اپنے تئیں مبارکباد دیتے
ہیں کہ خدائے رحیم نے ہمارے سامنے
اپنا یہ کلام نازل کیا اور پھر اپنے فضل
سے ہمیں اس کے پورا ہونے کے وقت
تک زندہ رکھا۔

اب بدگمان دنیا کے توہمات
کے ازالہ اور مومنین کے ایمان کی ترقی
کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ
دکھایا جائے کہ یہ **جلالی وحی**
قبل از وقت یعنی اپنے پورا ہونے کی
تاریخ سے جو ۱۲ اگست سنہ ۱۹۰۱ء
ہے کتنی مدت پہلے اور کتنی مخلوق میں
شائع کی گئی۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو
کہ بجز صادق کے کسی کا حوصلہ نہیں کہ
وقت سے پہلے ایسی غیب کی باتوں
کو شائع کرے۔

سب سے پہلے میں نے **وحی** کو
اپنی ایک مفصل چٹھی میں جو بتاریخ ۱۷
جنوری سنہ ۱۹۰۱ء اخبار الحکم قادیان
درج ہوئی صفحہ شائع کیا۔ پھر اسی چٹھی
سیرت مسیح موعود کے نام سے رسالہ
کی صورت میں جولائی سنہ ۱۹۰۱ء میں مطبع
انوار احمدیہ قادیان میں چھپی۔ پھر
وحی اور ایک صورت میں ۱۵ دسمبر
سنہ ۱۹۰۰ء میں **اربعین** نمبر ۳ کے
اندر شائع ہوئی۔ پھر میں نے ایک
مفصل چٹھی میں جو ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء
میں سیالکوٹ کی جماعت کو اس مقدمہ کی نسبت
لکھی اسطرح کلام کیا۔ دیوار کے مقدمہ
میں ناکامی ہوگی۔ دیوانی کا حکم ہوا و
ذلک لا مرد لہ لا اللہ لیتم ما قال
فیما اوحی الی عبدہ الرحمن الحمید

و ینزل القضاء وکما قال عز من
قائل انما یؤخرھم الی اجل مسمّٰی
فالناس الیوم یستبشرون بما اتاہم
اللہ ابتلاء من عندہ وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
والعاقبۃ عند ربک للمتقین
اگرچہ یہ میرا خط ایک بدگمان پر بدیہی
اور واضح حجت نہیں ہو سکتا۔ مگر خدا کی
بہت سی مخلوق کا ایمان اس سے زیادہ
ہوگا جنھیں قبل از وقت اس واقعہ کی
نسبت ایسے یقینی الفاظ میں لکھا گیا تھا
اس خط نے صاف بتا دیا کہ ہم نے کتنی
مدت پہلے اس **وحی** کو اس مقدمہ دیوار
کی نسبت یقین کیا ✱ اب میں اس مضمون
کو ختم کرتا ہوں اور خدا سے چاہتا ہوں
کہ وہ لوگوں کو اس **برگزیدہ** کی شناخت
کی توفیق دے جس نے اس تاریکی کے زمانہ
میں خدا کے کلام کے نور کو دوبارہ چمکایا
اور نئے سرے خدا کی صفت تکلم کا
ثبوت دیا اور وہ خارق امر پیدا کر دیا
جو زندہ اسلام میں اور دوسرے مذاہب
میں مابہ الامتیاز ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے
بندوں پر رحم کرے اور سعادت اور
رشد کی راہ پر انھیں چلائے کہ سب
توفیق اسی کو ہے

عاجز عبد الکریم از قادیان

✱ **نوٹ** ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ کے
اخیر میں خاکسار نے اپنے بڑے بھائی
اور شحنہ ہند میرٹھ کے ایڈیٹر احمد حسن کے
مرشد شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی و
نعمانی سجادہ نشین چار قطب ہانسوی کو
یہ آیتیں وحی کی جو خدا کے قدوس
کی ہیبت انگیز جلالی وحی ہے اپنے
ایک خط میں لکھ دی تھیں وہ سادہ ہے بغیر
اب تک ان کے پاس وہ میرا خط مع ان
وحی الٰہی کے موجود ہے اور مجھے امید
نہیں اب تک اس کی بابت خط و کتابت کی
کیونکہ وہ ہم سے اور ہمارے احمدیہ سلسلے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اور نیز اس قسم کے الہامات میں بھی ان کو کلام ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو شاہ صاحب سے بطریق خط و کتابت دریافت کرے
اور شحنہ ہند کو لازم ہے کہ اپنے مرشد کی اس بارہ شہادت سے کر حق کی پیروی کرے۔ **خاکسار محمد سراج الحق جمالی و نعمانی**۔ از دار الامان قادیان۔

مراسلت

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۰ جلد ۵

علاوہ اس کے خاص اسی باب کے ۱۸ آیۃ اس جملہ کو جھوٹا کرتی ہے۔ دوسرے ۱۵ آیۃ موسیٰ کا قول ہے اور آیت ۱۸ میں خدا کا کلام۔ پس خدا کا کلام زیادہ اعتبار کے لائق ہے۔ علمائے مسیحی اسبات کے قائل ہیں کہ نبی کی کل تحریریں الہامی نہیں ہوتیں۔ تو جس طرح آپ لوگ نبیوں کو ہزاروں گناہوں سے ملبوس مانتے ہیں اس ایک غلطی کو بھی کیوں نہیں مان لیتے۔ کیونکہ یہاں تو صریح خدا کے کلام کے خلاف ہے۔ مگر اصل بات یہی ہے کہ یہ جملہ الحاقی ہے۔ جیسا کہ میں ثابت کر چکا

نمبر ۳ اور یہ الحاق و تحریف کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو یہودیوں اور عیسائیوں کی عادت تھی ہی۔ اور عیسائی تو شروع صدی سے ایسے بگڑے کہ ان میں یہ عام پسند بات تھی کہ جھوٹھ سے سچ کی تائید جائز ہے اور وہ ہر ایک مسئلہ کو جسے وہ اپنے عقیدہ میں درست سمجھتے تھے سچ ثابت کرنے کے لئے اسکے موافق انجیلیں بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ آنریبل ویلیم میور صاحب اپنی اردو تواریخ کلیسیا کے صفحہ ۱۸۴ و ۱۸۵ میں لکھتے ہیں کہ قدیم فیلسوفوں کے درمیان یہ رسم عام اس لیئے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کو کسی ایسے دوسرے شخص کے نام مشہور کر دیں جسکو سب لوگ مانتے ہیں تاکہ لوگ اُسکے مضامین کو دل دیکر پڑھیں۔ لیکن جب اُن سے دین عیسوی میں راہ پائی تو بجز اس کے اور کیا ہو سکتا تھا کہ اُس وقت کی صفائی میں داغ لگے۔ اور آیندہ کے لئے بڑی بڑی خرابیوں کا سامان پیدا ہوا۔ امیدیان جعلی انجیلوں کے اعمالوں کے مکاشفات کی جڑ ہوئی جو کسی نہ کسی حواری کے نام مشہور کر دی ہیں۔ اور اسی طرح دغا و فریب کسی نئے مسئلہ کو قدیم ثابت کرنے کے لیئے خواہ تاریخ میں کوئی بات ایجاد کرنے کے لیئے خواہ کسی دست درازی کا اختیار حاصل کرنے کے لئے کار میں آتی تھی۔ اور اس مکروہ مگر عام پسند قاعدہ کو کہ سچ کی تائید جھوٹ سے ہو سکتی ہے ٹھیراتے تھے۔ اور چھ سو برس سے زیادہ یہ امر موردِ رسوائی کلیسیائے روم بنا رہا" اور زیادہ توسیع کے لئے موشیم صاحب کی تواریخ کے ۳ باب صفحہ ۷۰ مطبوعہ ۱۸۶۲ء کو دیکھیے۔ اور رومیوں کا خط ۳: ۷ و ۸ اور فلیپیون ۱: ۸ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ اور اسپر بھی اگر آپ کو تحریف میں کلام ہو تو میرے پاس اور بہت سے ثبوت موجود ہیں اگر آپ کہیں گے تو پیش کر دوں گا۔ ان تحریفات کی وجہ سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ بائبل کی وہ آیات جنمیں نبی عربی کے آنے کی اور بھی صفائی سے خبر ہو گی ہرگز دینداروں کے دست برد سے بچ نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ وہ تو نبوت کا خاتمہ بنی اسرائیل ہی پر سمجھے بیٹھے تھے اور بائبل کی تحریف کا دعویٰ جیسا کہ ثابت ہوا میری طرف سے نہیں بلکہ قرآن شریف کی طرف سے ہے۔ **یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ ج ولا تزال تطلع علیٰ خائنة منھم** وہ کلام ربانی کو اپنے موقع سے تحریف کرتے ہیں۔ اور جو کچھ انکو نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک حصہ بھول گئے۔ اور تو ان کی خیانت پر مطلع ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ اُس سال یوحنا کے پہلے خط کے ۵ باب کی ۷ آیت ترجمہ کرتے وقت صاف اڑائی گئی۔ البتہ آیت کسی قدیم نسخہ میں نہیں پائی جاتی۔ جس طرح اب اڑائی گئی اسیطرح کسی وقت داخل کی گئی ہوگی۔ تو دیکھئے یہ پیشگوئی کیسی سچی نکلی۔

نمبر ۴ تیرے ہی بھائیوں میں سے استثنا ۱۸: ۱۵ و ۱۸۔ ان کے بھائیوں میں سے۔

واضح ہو کہ ابراہیم کی اولاد سے چار قومیں ہیں۔ بنی اسماعیل۔ بنی اسرائیل۔ بنی عیسو۔ بنی قطورہ۔ اور یہ سب آپسمیں بھائی کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ بنی اسماعیل سب کے بھائی۔ (پیدایش ۱۶: ۱۲۔ ۲۵: ۱۸) بنی عیسو بنی اسرائیل کے بھائی (استثنا ۲: ۴۔ ۸ و ۲۳: ۷۔ عبدیاہ ۱۵: ۱۰ و ۱۲) مگر یہاں بھائیوں سے کون مراد ہیں؟ بنی عیسو تو ہو نہیں سکتے کیونکہ پیدایش ۲۷ باب سے ظاہر ہے کہ ان سے برکت اور نبوت منقطع ہو گئی اور بنی قطورہ سے نہ کوئی وعدہ کیا گیا اور نہ کوئی دعویٰ ہے۔ پس لامحالہ بنی اسماعیل کے سوا کوئی "ان کے بھائیوں میں سے" مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اول تو بنی اسماعیل کے لیئے وعدہ ہے پیدایش ۱۷: ۲۰۔ "اور اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی دیکھ میں اُسے برکت دونگا اور برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور میں اُسے بڑی قوم بناؤنگا" وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ بنی اسرائیل بھی مراد نہیں ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہاں قوم کی قوم مخاطب ہے۔ اور اگر مان بھی لیں کہ بھائیوں کے لفظ سے بنی اسرائیل بھی مراد ہو سکتے ہیں تاہم یہ مسیح کے لئے درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ اور سب شرائط جو اس نبی کے لئے درکار ہیں انکو مسیح نے پورا نہیں کیا بلکہ اگر پیشگوئی اُنکی طرف منسوب کیجاوے تو وہ جھوٹی ثابت ہوتی ہے اور عیسائیوں کو تو کوئی حق بھی اُنکی طرف منسوب کرنے کا نہیں نہ تو عیسیٰ علیہ السلام نے اور نہ ان کے حواریوں نے یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ مثیل موسیٰ تھے (اگر ہو تو دکھلائیے) بلکہ پطرس نے تو صاف انکار کیا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مسیح اسوقت تک آ ہی نہیں سکتے جبتک یہ پیشگوئی

پوری نہ ہو یعنی ایک نبی مثیل موسیٰ نہ آئے (دیکھئے اعمال ۳: ۱۹ سے ۲۳ تک) اور یہ کہ اور سب شرائط مسیح نے پوری نہیں کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری ہوئی میں اسی خط میں ثابت کئے دیتا ہوں۔

نمبر الغرض یہ ثابت ہوا کہ وہ نبی اسماعیل سے ہونا چاہیئے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی اسماعیل سے ہونا مسٹر راجرس صاحب نے تفتیش الاسلام مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۳ء میں مان لیا ہے اور خود آپ نے بھی قبول کرلیا ہے اس لئے میں اسپر زیادہ بحث نہیں کرونگا اور اس کے ثبوت کے لئے بائیبل کے بہت سے ورس بھرے پڑے ہیں۔ اور تواریخ بھی اسکی شاہد ہے

نمبر "تیری مانند" اور "مجھ سا نبی"۔ علمائے مسیحی کہتے ہیں کہ مسیح موسیٰ کے مانند تھے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں۔ ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس لئے میں پہلے آپ کے دعوی کو پھر آپ لوگوں کے دلائل کو جو مجھکو آپ لوگوں کی کتابوں میں ملے رد کرتا ہوں۔ (اگر اور کوئی مثیل ہونے کی دلیل آپ کے پاس ہو تو میری دلیلوں کو توڑنے کے بعد پیش کریں پھر دیکھیں کہ وہ بھی کیسی جھوٹی ثابت ہوتی ہیں)

نمبر اول یہ کہ پطرس نے مسیح کے مثیل موسیٰ ہونے سے انکار کیا ہے اور اس پیشگوئی کو ایک دوسرے نبی کی طرف منسوب کرتا ہے جس کا مسیح کے آسمان سے اترنے کے قبل آنا ضروری ہے (دیکھئے اعمال ۳: ۱۹ سے ۲۳ تک) اور آپ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی مسیح کی ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ آپ سچے یا پطرس کا الہامی کلام سچا۔ پس بفرض محال اگر مسیح اور موسیٰ کی مماثلت ہو بھی تو ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ اگر لاکھ دلیل مماثلت کی لائیں تو وہ خدا کے کلام کے نزدیک بالکل ہیچ ہے۔

نمبر دوسرے آپ لوگ کہتے ہیں کہ مسیح خدا ہے۔ پس خدا اور انسان میں مماثلت ہو نہیں سکتی۔ لیکن اگر آپ کہیں کہ مسیح خدا اور انسان دونوں تھے تو بحیثیت انسان کے وہ مثیل موسیٰ تھے۔ تو یہ صریح غلط ہے۔ ایک ذات خدا بھی اور انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا غیر محدود اور انسان محدود محض۔ خدا معبود اور انسان بندہ۔ خدا کامل اور انسان ناقص۔ اور یہ آپس میں نقیض ہیں۔ اجتماع نقیضین محال۔ علاوہ اس کے خدا کا غیر محدود ہونا خدا کا بندہ ہونا اس کے تقدس اور جلال کے خلاف ہے اور وہ کوئی کام اپنی تقدس اور جلال کے خلاف نہیں کریگا کیونکہ اسکو کوئی ضرورت نہیں وہ تو قادر مطلق ہے۔ الغرض عقل ہرگز باور نہیں کرسکتی کہ خدا انسان ہو کر ہزاروں دکھ اور تکلیف اوٹھاوے۔ اگر آپ کے پاس کوئی دلیل ہو تو ثابت کیجیئے کہ کیونکر خدا اور انسان ایکذات ہو سکتا ہے اور کیونکر اسپر دکھ اور تکلیف وارد ہو سکتی ہے۔

باقی آئندہ

راقم ارادت حسین احمدی اورینی

مختصر نوٹ اور جملے

حضرت اقدس کے سفر گورداسپور کے حالات اس ہفتہ بوجہ کمی گنجایش درج نہیں کر سکتے ناظرین اگلی اشاعت تک منتظر رہیں۔

انجمن حمایت الاسلام لاہور کے ماہواری رسالہ کے ساتھ ایک ضمیمہ "کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور کی فہرست" کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے یہ فہرست اسلامیہ پریس لاہور کے مالک کیطرف سے ہے جو انجمن حمایت اسلام کا جہاں تک ہمارا علم ہے ممبر بھی ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ وہ انجمن حمایت اسلام لاہور کا ممبر ہے تو شاید مسلمانوں کا یہ اعتراض صحیح ہوگا کہ کیوں انجمن حمایت اسلام اپنا کام طبع کا ایک ممبر کو دیتی ہے ...... گو ہم جانتے ہیں کہ کسی قدر کام دوسرے مطابع میں بھی جاتا ہے مگر حال اسوقت اس سوال پر بحث کرنا ہمارا منشا نہیں ہے ہم کسی اور امر پر مختصر سی بحث کرنی چاہتے ہیں ہم اس عجیب و غریب فہرست میں مشہور عالم لاجواب کتاب **براہین احمدیہ** کا بھی اشتہار دیا گیا ہے "لاریب تیرہ سو سال کے اندر یہی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس نے اسلام کو ملل باطلہ پر غالب کر کے دکھایا ہے اور جس کے مؤلف کی نسبت سب سے زیادہ تلخ دشمن بھی یہ تسلیم کرچکا ہے کہ مالی قالی حالی اور لسانی نصرت اسلام میں کوئی اس کے برابر نہیں ٹھیرا اور تیرہ سو سال کے اندر کوئی ایسی کتاب تالیف نہیں ہوئی۔ مگر جو عجیب بات اس کتاب کے اشتہار کے ساتھ نادان مشتہر نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی مضامین حقیت اسلام و رد نصاری و آریہ وغیرہ میں آپ نے یہ کتاب اس زمانہ میں لکھی تھی جب کہ سیدھے سادھے کلمہ گو مسلمان تھے اور ابھی نبوت اور مسیحیت کی نہ سوجھی تھی"

حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی تو کبھی کیا ہی نہیں رہا مسیحیت کا دعوی یہ براہین احمدیہ میں بدستور موجود ہے اور ملہم اور مامور ہونے کا دعوی کتاب مذکور کے اشتہار میں ہی موجود ہے بلکہ مسیح ہونے کا دعوی بھی اس اشتہار سے پایا جاتا ہے۔ الغرض حضرت اقدس کے موجودہ دعاوی میں ایک بھی ایسا دعوی نہیں جو براہین احمدیہ میں درج نہ ہو مگر دیکھنے والے اہل بصیرت ہوں۔ افسوس انسان مخالفت میں ایسا اندھا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی باتوں کے عیب و صواب پر بھی نظر نہیں کرسکتا۔ اس اشتہار پر مفصل کبھی لکھنے کا ارادہ ہے۔ اگر منظور خدا کر-

افریقہ سے ہمارے مکرم بھائی منشی نور بخش صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سلسلہ عالیہ کی ضروریات پر نظر کر کے ایک مفصل تحریر بغرض اندراج بھیجتے ہیں افسوس ہے کہ ہم بوجہ عدم گنجایش اس مفصل تحریر کو شائع نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر صاحب سلسلہ عالیہ کے تین صیغوں کے لئے تجویز کرتے ہیں لنگر خانہ اور حضرت اقدس کی کتابوں کی اشاعت مدرسہ اور اخبار الحکم اور ان ہر سہ مدوں کے لئے وہ اول الذکر کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار کا سرمایہ اور ثانی الذکر کے لئے نوّے ہزار اور آخر الذکر کے لئے ساٹھ ہزار کا سرمایہ قوم سے جمع کرنا چاہتے ہیں اور اس سرمایہ کے جمع کرنے کے لئے تجویز یہ پیش کرتے ہیں کہ لنگر خانہ اور کتب خانہ حضرت اقدس کے لئے جماعت احمدیہ کا ہر ممبر چار روپے چندہ دے اور ثانی الذکر کے لئے تین روپے اور آخر الذکر کے لئے دو گویا ہر ممبر ان سہ مدوں میں نو روپیہ ایک بار چندہ دے پھر اس مستقل سرمایہ کو کسی تجارت یا خرید اراضی پر لگایا جاوے اور اس کے نفع سے کام چلتا رہے۔ تجویز کے معقول ہونے میں کوئی شک نہیں البتہ اس پر عمل درآمد ہونا کسی قدر مشکل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ خیال کر کے کہ ممکن ہے جماعت احمدیہ کا ہر ممبر اس قدر چندہ دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس لئے انھوں نے یہ تجویز کی ہے کہ صاحب استطاعت اس مقررہ چندہ سے زیادہ دیں تاکہ وہ کمی یوں پوری ہو جاوے چنانچہ خود ڈاکٹر صاحب ایک سو روپیہ مدِ اول میں اور پچاس پچاس روپے پچھلے دونوں مدوں میں دینے کو طیار ہیں ہم اس پر کوئی مزید رائے تجویز کے دینا نہیں چاہتے کہ ناظرین الحکم غور کریں اور بہتر ہو اگر ڈاکٹر صاحب اس تجویز کو بارور کرنے کے لئے عملی پہلو سے شروع کریں جیسا کہ انھوں نے مستعدی ظاہر کی ہے۔

افریقہ کی جماعت کو ہم الحکم کی قیمت کے ...... ادا کرنے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ افریقہ کے احباب شیخ نور احمد صاحب سوڈ لکڑ کیسز ہسپتال کے پاس چندہ جمع کرا دیں جو کل چندہ کو جمع ہو جانے پر دفتر الحکم میں روانہ کر دیں گے اور جنکی رسید الحکم میں شائع کر دی جاوے گی۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

خطبہ الہامیہ گویا بالکل طیار ہو گیا ہے مگر اسکی اشاعت میں غالباً چند روز اور توقف ہوگا۔ اس مہینہ کی آخر یا شروع ستمبر میں انشاء اللہ شائع ہوگا قیمت عہ ۸/ علاوہ محصولڈاک۔

مصر اور قسطنطنیہ اور دیگر بلاد اسلامیہ کے لوگوں کی تحریک کے لئے حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی تصویر انشاء اللہ کسی آیندہ اشاعت الحکم میں شائع ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ تا کہ الحکم میں وقتاً فوقتاً جو مضامین وہ لوگ پڑھیں انھیں پوری واقفیت اس سلسلہ عالیہ کے بانی سے ہو سکے ہم ممکن ہوا تو ہم زائد کاپیاں بھی اس مرقع کی طیار کی جائیں گی۔

دیوار کے گرائے جانے کے متعلق دوسری جگہ ایک مستقل آرٹیکل پڑھیں گے مقدمہ دیوار کی پیروی میں ہمارے مخدوم محترم جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور نے اپنے دنیوی مفاد اور منافع کو پر پشت ڈال کر جس خلاص اور للّٰہی اور دین کو دنیا پر مقدم کر نیکے وعدہ کے ایفا کو نمونہ دکھایا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہم سب کو مولیٰ متعال اس قسم کی توفیق دے اور مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر تو سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر چکے ہیں۔ ایسا ہی منشی عبد العزیز صاحب اور بھائی جمال الدین صاحب وغیرہ احباب بھی ہر پیشی مقدمہ پر اپنے دنیوی کاروبار چھوڑ کر حاضر ہوتے رہے اللہ تعالےٰ انھیں جزائے خیر دے آمین

انگریزی رسالہ کی قیمت وغیرہ کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ احباب چندے اور منتظر رہیں عنقریب پراسپکٹس شائع ہوگا۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کا بورڈنگ ڈیپارٹمنٹ یکم ستمبر ۱۹۰۱ء کو موسمی تعطیلوں کے بعد کھلے گا بورڈنگ ہوس اور مدرسہ کی عمارت کی وسعت کی ضرورت بے حد محسوس ہو رہی ہے

اس ہفتہ بارش بالکل نہیں ہوئی بعض بعض وقت حبس سے دم گھٹنے لگتا ہے اکثر اوقات ٹھنڈی ہوا بھی چلتی رہی۔ آسمان پر بادل آ آکر اڑ جاتے ہیں۔

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہلبیت و خدام خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ

بیعت

محمد کبیر صاحب۔ حسین آباد ضلع مونگیر بیلین بازار

محمد قاسم صاحب مرادپور ضلع سیالکوٹ ڈاک خانہ ...

راجہ فتح محمد خاں صاحب

حاجی نظر محمد صاحب بھورال ریاست پٹیالہ

عباس علی صاحب امرت سر کٹڑہ کرم سنگھ۔

عبد الحق صاحب لودھیانہ دکان پنجاب اینڈ سنز۔

محمد بخش صاحب۔ بستی دریام ضلع جھنگ تحصیل شور کوٹ۔

مستری احمد الدین صاحب۔ کیوری

تفسیر القرآن کا پہلا پارہ قیمت ۱۲/ علاوہ محصول دفتر الحکم سے ملتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپ کر شایع ہوا

ھو الشافی — کارخانہ مرہم عیسیٰ کی عجیب و غریب خاص مشہور ادویات — الکافی

ہر شخص کو اختیار ہے کہ بہر کے ٹکٹ بابت محصول ڈاک وغیرہ بھیجکر دوائی بطور نمونہ منگا کر آزمائش کرے

عجیب و غریب مرہم المعروف

مرہم عیسیٰ

دیکھنے کے قابل اور آزمانے کے لائق یہ دوائیں ہیں ایک دفعہ ضرور آزمائش کرنی چاہئیے۔ ضرور ہی کرنی چاہیے

معزز بھائیو

یہ ایک نہایت ہی مبارک چشمہ شیرادر نام مرہم اس مرہم کو تیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہونچانے میں ہے کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں ان کا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑے خرچ کے ساتھ اصلی اور خاص اجزا ملک شام اور انگلینڈ و مصر وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو تیار رکھتے ہیں اسکو ہر زمانہ کے طبیبوں نے آزمایا اور اس کی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا ہے حکماء یورپ بھی اس عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص و یقینی صحیح اور آلائش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم تیار کرتے ہیں درد

چوٹ۔ زخم۔ گھاو۔ گلٹیاں خنازیر۔ سرطان۔ طاعون۔ اور ہر ایک قسم کے پھوڑے پھنسی ناسور۔ بواسیر۔ گنج۔ خارش اور جلدی امراض کا دنیا بھر میں لاثانی علاج مانا گیا ہے۔

یہ مرہم

ان چوٹوں کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کی دوائی ہے جو کسی ضربہ یا سقطہ سے لگ جاتی ہیں اور چوٹ کی جگہ خون روان ہوتا ہو وہ فی الفور اس سے خشک ہو جاتا ہے اور زخم کیڑا پڑنے سے محفوظ رہتا ہے اور شدت تکلیف اور سوزش سے آرام پاتا ہے اور بفضلہ تعالیٰ بہت جلد صحت حاصل ہوتی ہے بدبودار اور سڑے ہوئے زخم اور بگڑے ہوئے گھاو اور انکی سمیت دفع ہو کے سڑے انگور اور بدگوشت اور ریم کو صاف کرتا ہے اور زخم کے مواد کو نکال دیتا ہے عمدہ انگور پیدا ہو کر گھاو بھر آتے اور زخم بالکل اچھے ہو جاتے ہیں یہانتک کہ نشان بھی مٹ جاتے ہیں یہ مرہم **طاعون کیلئے بھی مفید** ہے بلکہ طاعون کی تمام قسموں گلٹی والی کیلئے مفید ہے جب نعوذ باللہ بیماری طاعون نمودار ہو تو فی الفور اس مرہم کو لگانا شروع کر دیں کہ یہ مادہ سمی مدافعت گلٹی ہو اور پھنسی یا پھوڑے کو تیار کرکے ایسی طور پر پھوڑ دیتی ہے کہ اسکی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور تمام بدن میں نہ پھیلتی ہے یہ کمال لطافت کے سبب جلد کے اندر فی الفور نفوذ کر جاتا ہے کیسا ہی سخت صلب مادہ ہو مالش کرنے سے تحلیل یا جذب ہو کر نکل جاتا ہے

سرمہ جواہر

اس کحل الجواہر کے قیمتی اجزا کی خداداد تاثیرات اور قدرتی خواص نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ سرمہ واقعی امراض چشم کے لئے بے نظیر ہے ضعف۔ بصارت۔ دھند۔ تاریکی چشم۔ جالا۔ غبار۔ پھولا۔ ناخنہ سبل۔ سرخی چشم۔ پانی جانا۔ خارش۔ دھندلا پڑنا۔ موتیا بند۔ رات کے وقت چراغ کے سامنے نظر کا منتشر ہونا عینک کے سوا کام کرنے سے معذور ہونا اور نزدیک سے اشیا کا یکساں دکھائی دینا وغیرہ امراض چشم کے باعث اگر نور چشم میں فتور ہو گیا ہو تو اس نور العین کے چند روز استعمال سے بلا مرض بفضل خدا دور اور چشم پرنور ہو جاتی ہے تندرستی میں حافظ نور کا کام دیتا ہے قیمت فی تولہ تین روپیہ

کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین برادر لاہور سے طلب کرو۔

پاکٹ کیس

اس عجیب و غریب پاکٹ کیس میں مفصلہ ذیل بیماریوں کی نہایت مجرب اور سریع التاثیر ادویات موجود ہیں بخار ہر قسم۔ کھانسی۔ نزلہ۔ زکام۔ درد سر امراض چشم۔ اسہال۔ سنگرہنی۔ پیچش۔ ہیضہ۔ کرم شکم۔ قولنج۔ پیشاب کا رکنا۔ سنگ مثانہ۔ درد گردہ۔ بند حیض درد جگر۔ عدم قوت۔ قرحہ مثانہ۔ بالخیرہ۔ کان کا درد۔ داڑھ کا درد۔ قے۔ مدھنی۔ مار گزیدہ۔ عقرب گزیدہ۔ زہر ہر قسم۔ خنازیر۔ پھوڑے پھنسیاں۔ زخم۔ کانی کھانسی۔ طاعون۔ جگر۔ درد شقیقہ۔ گنٹھیا۔ درد معدہ۔ بیخوابی۔ بچہ پیدا ہونے کی رکاوٹ۔ جل جانا۔ چوٹ۔ بادگولہ۔ اورام ہر قسم۔ ضیق النفس۔ بواسیر۔ ذات الجنب۔ بچوں کی تیلی جلنا۔ تمس خشک

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل انگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑہتی ہے اور عینک کی بھی ضرورت نہیں رہتی بچہ لیکر بوڑہے تک کو یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھائیں قیمت فی تولہ جو سال بہر کے لئے کافی ہے مبلغ ۸ روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ ۵ روپیہ خالص ممیرا فی ماشہ ۸ مصری سرمہ فی تولہ ۳ روپیہ محصولڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں **ترکیب استعمال** سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دفعہ دن میں استعمال کرنا چاہیے کہانے پینے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں برائے دفعہ امراض چشم دن میں دو دفعہ استعمال کرنا چاہیے ہر ایک قسم کی نشہ دینے والی اشیا اور گرم مصالحہ جات اور اشیا ترش سے پرہیز لازمی ہے جہاں تک ہو سکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکہنا چاہیے۔ ترکیب استعمال ممیرہ بحساب ایک رتی خالص ممیرہ دو تولہ مصری عمدہ قسم کے سرمہ میں حل کر کے دن میں دو مرتبہ استعمال کریں **نوٹ** اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہو سکے تو اس کارخانہ سے بحساب ۳ روپیہ تولہ منگوا سکتے ہیں۔

پرہیز ترش گرم اور نشی اشیا سے پرہیز لازمی ہے۔ نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر

پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑہ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط

مشفقم سردار صاحب۔ ماوجب کچہہ عرصہ گذرا ہے کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا گیا تہا وہ متفرق طور سے خرچ ہوا لوگوں نے فائدہ بیان کیا۔ اب میرے گہر میں چند عوارض یعنی کدورت نظر و پانی جانے کی وجہ کر ضرورت ہے شاید اس سرمہ سے فائدہ پہنچنا متوقع ہے کہ میں اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہوں آپ براہ مہربانی ایک تولہ سرمہ ذریعہ ویلیوپی ایبل ارسال فرمادیں راقم

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

بعد تسلیم واضح رہے شریف ہو کہ میں نے جناب سے سرمہ سفید ممیرہ کا منگوایا تہا استعمال سے بہت ہی مفید پایا کئی آدمیوں کے پہولے دور ہو گئے خود مجہکو پڑوال پیدایشی تہے وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے اور کارہناں وآنکہہ کا ڈیلا بالکل خراب ہو گیا تہا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے میں دور آدمی کو پہچان نہیں سکتا تہا اب کسی چیز بہی طرح دیکہہ سکتا ہوں اور اخبار بہی پڑہ سکتا ہوں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ایک تولہ سفید سرمہ ممیرہ کا بذریعہ قیمت طلب پارسل ارسال فرمادیں

راقم ڈاکٹر ہیرا رام پنشنر مقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سند میں سے قریب بارہ ہزار کے ہے ایک بہی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو اس کے لئے پنجاب بنک میں اس مطلب کے لئے جمع تاریخ ۱۵ ... میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چہپا

لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور اعلام سے یہ سلسلہ شروع ہوا تو وہی مخالفت کے لئے اُٹھے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی بلکہ عداوت انکو خدا تعالیٰ سے ہی تھی اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کو سچا تعلق تھا تو ان کی دینداری اور اتقا اور خدا ترسی کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے تھا کہ سب سے اول وہ میرے اس **اعلان** پر **لبیک** کہتے اور سجدات شکر کرتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کرتے مگر نہیں وہ اپنے ہتھیاروں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے اور انھوں نے مخالفت کو یہاں تک پہونچایا کہ مجھے **کافر** کہا اور بیدین کہا دجال کہا۔ افسوس ان احمقوں کو یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور **اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ**

کی آوازیں سُنتا ہو وہ ان کی بدگوئی اور گالیوں کی کیا پروا کر سکتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ان نادانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ کفر اور ایمان کا تعلق دنیا سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اور **خدا تعالیٰ میرے مومن** اور **مامور** ہونے کی **تصدیق** کرتا ہے پھر ان کی بیہودگیوں کی مجھے پروا کیا ہو سکتی ہے۔ غرض ان باتوں سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ میرے مخالف نہ تھے بلکہ خدا تعالیٰ کے باتوں کی انھوں نے مخالفت کی اور یہی وجہ ہے جس سے ماموروں من اللہ کے مخالفوں کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اب یہ صاف بات ہے کہ میرے مخالف خدا تعالیٰ سے مخالفت کر رہے ہیں میں اگر روشنی کی طرف آ رہا ہوں اور یہ یقینی امر ہے کہ میں روشنی کی طرف آ تا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ کے بیشمار نشان میری تائید میں ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں بارش کی طرح یہ نشان آسمان سے اُتر رہے ہیں تو پھر یہ بھی یقینی امر ہے کہ میرے **مخالف** تاریکی کی طرف جاتے ہیں۔ روشنی اور نور روح القدس کو لاتا ہے اور تاریکی شیطان کی قربت پیدا کرتی ہے۔ اور اس طرح میرے **ولی کی مخالفت** سلب ایمان کر دیتی ہے اور بئس القرین سے جا ملاتی ہے

مدعا یہ ہے کہ اصلاح تب ہوتی ہے کہ تکمیل علمی کے مراتب حاصل ہو جاویں پس سورۃ العصر میں جو **اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ** فرمایا ہے اس میں **اٰمَنُوْا** سے تکمیل علمی کی طرف اشارہ فرمایا اور **عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ** سے تکمیل عملی کی طرف رہبری کی۔ حکمت کے بھی دو ہی حصے ہیں ایک علم اکمل اور اتم ہو دوسرے عمل اتم اور اکمل ہو پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ خسر سے محفوظ رہتے ہیں اول وہ تکمیل علمی کرتے ہیں اور پھر عمل بھی گندے نہیں کرتے بلکہ علمی تکمیل کو عملی تکمیل تک پہونچاتے ہیں اور پھر یہ کہ جب انھیں کامل بصیرت حاصل ہو جاتی ہے اور انکو کمال علم کا ثبوت کمال عمل سے ملتا ہے تو پھر وہ بخل نہیں کرتے بلکہ **تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ** پر عمل کرتے ہیں لوگوں کو بھی اس حق کی دعوت کرتے ہیں جو انھوں نے پایا ہے۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اعمال کی روشنی سے بھی دکھلاتے ہیں۔ واعظ اگر خود عمل نہیں کرتا تو اسکی باتوں کا کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ بھی قاعدہ کی بات ہے کہ اگر خود آدمی کہے اور کرے نہیں تو اس کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے اگر زنا کار زنا سے منع کرے تو اسکی اس حالت کے ثابت ہو جانے پر سننے والوں کے دہریہ ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ وہ خیال کریں گے کہ اگر زناکاری واقعی خطرناک چیز ہوتی اور خدا تعالیٰ کے حضور اس ناپاکی پر سزا ملتی ہے اور خدا واقعی ہوتا تو پھر یہ جو منع کرتا تھا خود کیوں اس سے پرہیز نہ کرتا۔

مجھے معلوم ہے کہ ایک شخص ایک مولوی کی صحبت کے باعث مسلمان ہونے لگا۔ ایک روز اُس نے دیکھا کہ وہی مولوی شراب پی رہا تھا تو اُس کا دل سخت ہو گیا اور وہ رُک گیا غرض **تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ** میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور پھر اُن کا شیوہ ہوتا ہے **تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ** یعنی صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں جلدی جھاگ منہ پر نہیں لاتے اگر کوئی مولوی اور پیر ہو کر امام اور رہنما بنکر جلدی بھڑک اٹھتا ہے اور اس میں برداشت اور صبر کی طاقت نہیں۔ تو وہ لوگوں کو کیوں نقصان پہونچاتا ہے۔ دوسرے یہ بھی مطلب ہے کہ جو باتیں سننے والا صبر سے نہ سنے وہ فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ ہمارے مخالف بردباری کا دل لے کر نہیں آتے اور صبر سے ہی مشکلات پیش نہیں کرتے بلکہ اُن کا تو یہ حال ہے کہ وہ کتاب تک تو دیکھنا نہیں چاہتے اور شور مچا کر حق کو ملبس کرنے کی سعی کرتے ہیں پھر وہ فائدہ اٹھائیں تو کیونکر اُٹھائیں۔ ابوجہل اور ابولہب میں کیا تھا؟ یہی بیصبری اور بیقراری تو تھی کہتے تھے کہ تو خدا کی طرف سے آیا ہے تو کوئی نہر لے آ۔ ان کمبختوں نے صبر نہ کیا ورنہ ہلاک ہو گئے ورنہ زبیدہ والی نہر تو آ ہی گئی۔ ایسا ہی ہمارے مخالف بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کرو اور وہ معاً قبول ہو جائے اور پھر اسکو حق و باطل کا معیار ٹھہراتے ہیں اور اپنی طرف سے بعض امور پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ ہو جائے اور وہ ہو جائے تو مان لیں لیکن آپ کسی شرط کے نیچے نہیں آتے۔ افسوس یہی لوگ ہیں جو **لَا یَخَافُ عُقْبٰہَا** کے مصداق ہیں یاد رکھو **صابر** ہی **شرح صدر** کا رتبہ پاتا ہے جو صبر نہیں کرتا

وہ گویا خدا پر حکومت کرتا ہے خود اس کی حکومت میں رہنا نہیں چاہتا ایسا گستاخ اور دلیر جو خدا تعالے کے جلال اور عظمت سے نہیں ڈرتا وہ محروم کر دیا جاتا ہے اور وہ کاٹ دیا جاتا ہے پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ صبر کی حقیقت میں سے یہ بھی ضروری بات ہے

کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے بہت سے لوگ ہیں جو دور بیٹھے رہتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے اس وقت فرصت نہیں ہے۔ بھلا تیرہ سو ۱۳ سال کے موعود سلسلہ کو جو لوگ پالیں اور اُس کی نصرت میں شامل نہوں اور خدا اور رسول کے موعود کے پاس نہ بیٹھیں وہ فلاح پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں؟۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی اُمید کیوں رکھتا ہے۔ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو **نصیحت** کی ہے اور **کہتے** ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں اور فائدہ اُٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے لوگ **ہاتھ میں ہاتھ** دیکر تو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اسکی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو **قبریں** آوازیں دے رہی ہیں اور **موت** ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالے سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے جب موت کا وقت آگیا پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور اُنھیں کوئی عظمت اس کی معلوم ہی

نہیں اُن کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بڑھکر بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنیوالا تو وہ ہے جس نے اس سلسلہ کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آکر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور اُن باتوں سے جو خدا تعالے ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں مگر میں یہی کہونگا کہ جیسا چاہیئے انھوں نے قدر نہیں کی میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔ بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالے اپنے سلسلہ کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔

پس اگر تم واقعی اس سلسلہ کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور

اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا

سچا وعدہ کرتے ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے۔ کیا

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اگر تم واقعی ایمان لاتے ہو اور یہی خوش قسمتی یہی ہے تو اللہ تعالے کو مقدم کر لو۔ اگر ان باتوں کو ردی اور فضول سمجھو گے تو یاد رکھو خدا تعالیٰ سے ہنسی کرنیوالے ٹھیرو گے۔

باقی آئندہ

ڈائری

حضرت امام علیہ السلام

مرتبہ جناب مفتی محمد صادق صاحب

دیوار کے مقدمہ کی فتحیابی پر فرمایا۔ اس دیوار کی وجہ سے قریباً ڈیڑھ سال راستہ بند رہ کر ایک محاصرہ ہمپر رہا ہے اس کی خبر بھی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے جو حدیث میں موجود ہے۔

اس بات پر کہ حدیث میں آیا ہے مسیح کا نزول ہوگا فرمایا جو اوپر سے یعنی آسمان سے نازل ہوتی ہے سب کی نظریں اُس کی طرف پھر جاتی ہیں۔ اور سب آسانی سے اسکو دیکھہ سکتے ہیں اور وہ چیز جلد مشہور ہو جاتی ہے پس اس لفظ میں ایک استعارہ ہے کہ مسیح کے لئے اللہ تعالے ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ بہت جلد اس کی شہرت ہوگی چنانچہ یہ امر اس زمانہ کے اسباب ریل ڈاک مطبع وغیرہ سے ظاہر ہے۔

فرمایا کل چیزیں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اگر انسان عقلمند ہو تو اس کے لئے وہ کافی ہے۔

فرمایا یورپین لوگ ایک قوم سے معاہدہ کرتے ہیں۔ اس کی ترکیب عبارت ایسی رکھہ دیتے ہیں۔ کہ ورا عرصہ کے بعد بھی نئی ضرورتوں اور واقعات کے پیش آنے پر بھی اس میں استدلال اور استنباط کا سامان موجود ہوتا ہے ایسا ہی قرآن شریف میں آئندہ کی ضرورتوں کے مواد اور سامان موجود ہیں۔

فرمایا مومن کو نہیں چاہیئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھہ کو ہر طرف اُٹھائے پھرے بلکہ **یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ** پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہیئے اور بد نظری کے اسباب سے

بچنا چاہیئے۔

ایک دفعہ ایک واعظ اسی طرز پر حضرت کے سامنے گفتگو کرتا تھا کہ گویا اُس کے نزدیک حضرت بھی فرقہ وہابیہ کے طرفدار ہیں اور اپنے تئیں بار بار حنفی اور وہابیوں کا دشمن ظاہر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حق کا طالب ہوں اس پر حضرت نے فرمایا اگر کوئی محبت اور آہستگی سے ہماری باتیں سننے تو ہم بڑی محبت کرنے والے ہیں اور قرآن اور حدیث کے مطابق ہم فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اگر کوئی شخص اسطرح فیصلہ کرنا چاہے کہ جو امر قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہو اُسے قبول کریگا اور جو ان کے برخلاف ہو اُسے رد کر دے گا تو یہ امر ہمارا عین سرور عین مدعا ہے اور عین آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ ہمارا مذہب وہابیوں کے برخلاف ہے ہمارے نزدیک تقلید کو چھوڑنا ایک اباحت ہے کیونکہ ہر ایک شخص مجتہد نہیں ہے ذرا سا علم ہونے سے کوئی متابعت کے لائق نہیں ہو جاتا کیا وہ اس لائق ہے کہ سارے متقی اور تزکیہ کرنے والوں کی تابعداری سے آزاد ہو جاوے۔ قرآن شریف کے اسرار سوائے مطہر اور پاک لوگوں کے اور کسی پر نہیں کھولے جاتے۔ ہمارے ہاں جو آتا ہے اُسے پہلے ایک حنفیت کا رنگ چڑھانا پڑتا ہے۔ میرے خیال میں یہ چاروں مذہب اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں اور اسلام کے واسطے ایک چار دیواری۔ اللہ تعالےٰ نے اسلام کی حمایت کے واسطے ایسے اعلیٰ لوگ پیدا کئے جو نہایت متقی اور صاحب تزکیہ تھے۔ آجکل کے لوگ جو بگڑے ہیں اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ اماموں کی متابعت چھوڑ دی گئی ہے۔ خدا تعالےٰ کو دو قسم کے لوگ پیارے ہیں۔ اول وہ جنکو اللہ تعالیٰ نے خود پاک کیا اور علم دیا۔ دوم وہ جو اُن کی تابعداری کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اُن لوگوں کی تابعداری کرنے والے بہت اچھے ہیں کیونکہ ان کو تزکیہ نفس عطا کیا گیا تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے قریب تر تھے ہیں۔ میں نے خود سنا ہے کہ بعض لوگ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں سخت کلامی کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے

(از نوٹ بک مولوی شیر علی صاحب)

۱۵؍ اگست ۱۹۰۱ء کی صبح کو ایک الہام ہوا۔

وانّی اری بعض المصائب تنزل

دعا

از حضرت میر ناصر نواب سلمہ اللہ الوہاب

درد عصیاں نے کیا مجھکو سقیم
دارو بخشش پلا دے اے حکیم
مرہم افضال سے کر اندمال
تیغ غم نے کر دیا دل کو دو نیم
میں ہوں ذرہ بلکہ ذرہ سے بھی کم
میرے مولیٰ تو ہے اعلیٰ و عظیم
یار ہے میرا نہ کوئی غمگسار
تو ہی مشفق ہے مرا تو ہی حمیم
عاجز و بیچارہ و درماندہ ہوں
رحم کا طالب ہوں تجھ سے ای رحیم
ہوں گرفتار بلا مجھکو چھڑا
ہیں سوالی ہوں ترا تو ہے کریم
بیکسوں کا ہے تو ہی پشت و پناہ
عاجزوں پر ہے ترا فضل عمیم
ہوں تری رحمت کا میں امیدوار
اور تجھی سے ہے مجھے ہر وقت بیم
حمد میں تیرا نہیں کوئی شریک
ملک میں تیرا نہیں کوئی سہیم
بردباری ختم تجھ پر ہو گئی
ہے یگانہ حلم میں تو ای حلیم
تو ہے مولیٰ کل جہاں تیرا غلام
کل جہاں حادث ہے اک تو ہی قدیم
قطرہ ساں ہم اور ہماری کل مہم
اور تری رحمت ہے اک بحر عظیم
ہم نہیں جو سرکشاں افسوس ہے
ورنہ تیرے حکم میں دُرِ یتیم
سارے سرکش تیرے آگے سرنگوں
آدمی ہوں یا کہ شیطان رجیم
ہم ہیں اندھے اور بالکل بے خبر
فی الحقیقت تو ہے بینا اور علیم
مومن و کافر ہیں سب بندے ترے
تیری ہی جنت ہے اور تیری جحیم
جسکو چاہے عدل سے دیوے سزا
جسکو چاہے فضل سے بخشی نعیم
ہیں سوالی تیرے سب شاہ و گدا
ہیں ترے محتاج بیمار و حکیم
تو احد ہے حد سے باہر تیرا وصف
کل زمانہ ہے مسافر تو مقیم
مہربانی ہے تری آرام جاں
اور غضب ہے تیرا اک درد الیم
تیری رحمت جنت الفردوس ہے
اور ترا قہر و غضب نار جحیم
عزت و ذلت کا مالک ہے تو ہی
رزق کا بندوں کے ہے تو ہی قسیم
کس زباں سے شکر ہو تیرا ادا
ہیں ترے احسان بیحد ای کریم
نطق کی طاقت اگر تو دیتا نہ تو
کس طرح سے آدمی بنتا کلیم
تو نے بخشے ہیں ہمیں ہوش و حواس
ورنہ ہوتے آج ہم کیونکر فہیم
تو نہ دیتا گر ہمیں عقل و تمیز
ہم سمجھتے کیونکہ فرق تا و جیم
ہوتے ہم حیوان طوطہ کی طرح
منتہائے علم ہوتا لام میم
مجمع اوصاف ہے تو اے خدا
کوئی عادت بھی نہیں تجھمیں ذمیم
ہر ضرورت تو ہی کرتا ہے روا
ورنہ زر ہے خاک اور ہے راکھ سیم
مہربانی کر مرے احوال پر
رحم کر بندہ پہ ای رب رحیم
زخم دل پر تو مرے مرہم لگا
پڑ گئی ہے فکر و اندیشہ سے ریم
دے پناہ یارب مجھے آلام سے
مجھکو ہر دم لوٹتا ہے یہ غنیم

پھول میرے دل کا ہے کملا رہا
مہربانی کی چلا جلدی نسیم
رنج و غم سے خشک ہے میرا دماغ
لطف کی اپنے سنگھا مجکو شمیم
نیک کر دے مجکو ای میرے الہ
سب چھڑا دے بری عادات ذمیم
ہے تو ہی بیں عالم سر و خفی
سب دلوں کے بھید کا تو ہی علیم
اپنے بندو کی مدد کر اے نصیر
مجھپہ کرتا ہے ستم نفس لئیم
آج کل میں اسقدر ہوں تلخ کام
آم بھی کھاؤں تو ہو جاتا ہے نیم
ہوں اگرچہ میں گنہگار جدید
تو ہے لیکن میرا رحمٰن قدیم
الغیاث ای صاحب الغام وجود
المدد اے مرجع آہ یتیم
ناصر بیکس کی نصرت کر خدا
دور کر دنیا کا دل سے خوف و بیم
ہر بلا سے دے رہائی یارب نجات
اہدنا یارب صراط مستقیم

بائبل کی تعلیم

اسرانٹنی میکڈانل

صاحب بہادر نے جس زور کے ساتھہ اس بیان کی تردید کی ہے کہ بائبل کی تعلیم سکولون مین جاری ہونیوالی ہے اُس سے شک کا موقع نہ رہا سر آنر نے فرمایا کہ گورنمنٹ ہند کبھی اپنے مقررہ اصول کے خلاف نہین کریگی اور حیرت ظاہر کی لارڈ یادری ولڈن صاحب نے ولایت مین غیر عیسائی ہندوستانیون کی وفاداری کی نسبت کسی قسم کا شک ظاہر کیا ہو۔ ہز آنر کی تقریر بذریعہ روٹر ولایت بھیجی گئی جسپر لارڈ ولڈن نے ٹایمس کو تحریر بھیجی ہے اور لکھا ہے کہ میری تقریر کی نسبت غلط فہمی ہوئی ہے میرا ہرگز یہ کہنے کا منشا نہیں تہا۔ کہ ہندو مسلمانون سے وفاداری سرکار کی امید نکرنی چاہیے لارڈ ولڈن نے تہوڑے سے زمانہ مین کئی بار اپنی عالی مرتبہ اور روحانی منزلت کے خلاف گفتگو سے اپنے تئیں پبلک کی نگاہون مین حقیر بنایا ہے مناسب یہ ہوگا کہ بشپ ولڈن صاحب ولایت ہی مین رہین اور ہندوستان آنیکی تکلیف گوارا نہ کرین۔ ایک سرکاری عہدہ دار عیسائی پادری کا زبان سے ایسا کلمہ نکالنا جو گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف ہو ممکن ہے کہ باعث غلط فہمی ہو: ہندوستانی

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

مسئلہ وحدت وجود پر ایک لطیف بحث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ آخویم منشی منظہر حسین صاحب کو واضح ہو۔ آپ کا خط باوجود عدم فرصتی محض لله آپ کے فائدہ کے لئے بترتیب اقوال جداگانہ یعنی بطور قولہ و اقول ذیل میں جواب لکھا جاتا ہے۔

قولہ ۔ فقیر کو نہ مسئلہ وحدۃ الوجود میں کچھ شبہ ہے نہ مسئلہ وحدۃ الشہود میں۔

اقول ۔ آپ اپنے پہلے خط میں اقرار کرچکے ہیں کہ یہ مسئلہ حالی طور سے مجھپر منکشف نہیں اور نہ عقلی طور پر منکشف ہے صرف قرآن شریف کی بعض آیات کے رو سے اپنے خیال میں اس مسئلہ کو حق سمجھا گیا ہے۔ آپ کو اس کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ بینات قرآنیہ ہرگز اس مسئلہ کی تائید نہیں کرتیں بلکہ قرآن شریف نے جابجا امتیاز حقیقی خالق اور مخلوق میں بتایا ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔ یہ کہاں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مخلوق خالق کا حقیقت میں عین ہی ہے صرف تغایر اعتباری ہے سو میں اب بھی کہتا ہوں اور باصرار کہتا ہوں کہ قرآن شریف پہ وجودیوں کی یہ تہمت ہے بینات کو چھوڑ کر متشابہات کی پیروی کرنا کج دل آدمیوں کا کام ہے۔ اگر قرآن شریف کا حصہ کثیر جو حقیقی طور پر عابد اور معبود اور خالق اور مخلوق میں دائمی فرق کرکے دکھلاتا ہے ایک طرف کھا گیا جاوے اور دوسری طرف وہ چند آیات

متشابہات دکھلائی جائیں جنکو وجودی محض تعصب اور نادانی کی وجہ سے اپنے دعوی کی دستاویز بنانا چاہتے ہیں تو طالب حق کو واضح ہو کہ کسقدر ان کے دعوے پر پردہ پڑا ہوا ہے اور کیسے وہ طریق انصاف اور طلب حق سے دور جا پڑے ہیں۔ اب ذرا ہوش کرکے دیکھو کہ اس استدلال کا تو یہ حال ہے کہ جو قرآن شریف سے کیا جاتا ہے اور حال سے تو وجودیوں کو کچھ بہرہ ہی نہیں اور نہ کسی وجودی کو کبھی کامل طور پر ہوا ہے کہ اپنی تہیدستی اور محرومی محض کا تو اپنے خط میں آپ کو بھی اقرار ہے ہاں بطور قصہ اور کہانی کے دوسرے لوگوں کے فضائل کے آپ قائل ہیں مگر قصوں اور کہانیوں کے ہم قائل نہیں۔ مردہ پرستوں کا قدیم سے یہ شیوہ چلا آتا ہے کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہم روحانی برکات سے بے نصیب اور محروم محض ہیں اور باینہمہ یہ بھی منظور ہے کہ اپنے مشرب کی گو وہ کیسا ہی گندہ ہو تعریف کی جائے تو مخنث کی طرح جو اپنے بھائی کی مردی پر ناز کرتا ہے کسی زمانہ کے گذرے ہوے مُردوں کی کہانیاں پیش کرتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ہم مشرب تھے یا ہمارے ہی دادا صاحب تھے مگر ایسے دعووں کو کوئی پسند نہیں کرتا۔ مثلاً اگر ہم کسی ہندو کے سامنے اپنے گذشتہ اولیاء کے صرف جھوٹے تذکرے پیش کرسکتے ہیں تو کیا وہ ہندو اسی بارہ میں اپنے گرنتھ یا پوتھیاں پیش نہیں کرسکتا یہ تو عام عادت ہے کہ عوام کالانعام جنکے مشرب میں ہوتے ہیں مرنے کے بعد ان کو ایک بڑا صاحب مقامات و کرامات قرار دیدیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اب وہ مرچکا اب اُس کے حال کی تحقیق کرنا مشکل ہے چاہیں اسکو غوث بنا دیں یا قطب ٹھہرا دیں یا اسکو غوث الثقلین اور قطب دارین کہدیں۔ پیران نمی پرند مریداں می پرانند۔ انھیں لوگوں کے حق میں ہے۔ سو حالی طور پر تو اس زمانہ کے وجودی کوئی ایسی دلیل دے سکتے ہیں کہ جو دوسرے پر اتمام حجت کرے اور نہ اُن کے مردہ پیشوا قبروں سے نکل کر اپنی خدائی کا کوئی کرشمہ دکھا سکتے ہیں

ایسا ہی عقلی طور پر کسی وجودی کو دم مارنے کی جگہ نہیں وجودیوں کے مذہب کا لب لباب یہ ہے کہ ہم اور خدا ایک ہی ہیں صرف درمیان میں اعتباری تغائر ہے جیسا کہ اپنے خط میں آپ خود تسلیم کر چکے ہیں اور محی الدین عربی صاحب جا بجا اپنی تالیفات میں اسی پر زور دیتے ہیں کہ **الخالق عین مخلوقہ** دیکھو فصوص کے پہلے ہی صفحات پر۔ پس جب کہ وجودی بزعم خود خدا ہوئے تو اب کسقدر ان پر اعتراض ہوتے ہیں کیا کوئی گن سکتا ہے کیا خدائے عزوجل کی روح کبھی خدائی کے مرتبہ سے تنزل بھی کرتی ہے اور اس سے گناہ اور فسق و فجور اور ہر طرح کی حرامکاری اور بدکاری سرزد ہوتی ہے اور نیز ضعف اور جہل اور نادانی وغیرہ رذائل اس کے عائد حال ہوجاتے ہیں اور پھر جہنم ابدی اس کے نصیب ہوتا ہے **نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات وسبحان ربنا عما یصفون** اب جبکہ نہ حال کے رو سے نہ عقل کے رو سے نہ بینات قرآنیہ کے رو سے وجودی مذہب کی صداقت آپ کے پاس ہے تو آپ کا کہنا کہ فقیر کو وحدۃ الوجود میں کچھ شبہ نہیں کسقدر شرم کی بات ہے کاش وجودی لوگ آیۂ کریمہ **لا تقف ما لیس لک بہ علم** غور سے پڑھتے اور اپنی بساط سے بڑھکر قدم نہ رکھتے **ما لھم بہ من علم ولا لاباءھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔**

قولہ شبہ صرف اسبات میں ہے کہ آپکا دعویٰ مجدد ہونے کا اور صاحب الہام ہونے کا سچا ہے یا جھوٹا۔

اقول یہ دعویٰ ایسا نہیں کہ وجودیوں کے پیرزادہ و پیر مشائخ کی طرح صرف چند سادہ لوح اور بے وقوف مریدوں میں کیا گیا ہو۔ بلکہ یہ دعویٰ بفضلہ تعالیٰ و توفیقہ میدان مقابلہ میں کروڑ ہا مخالفوں کے سامنے کیا گیا ہے اور قریب تیس ہزار کے اس دعویٰ کے دکھلانے کے لئے اشتہارات تقسیم کئے گئے اور آٹھ ہزار انگریزی اشتہار اور خطوط انگریزی رجسٹری کرا کر ملک ہند کے تمام پادریوں اور پنڈتوں اور یہودیوں کی طرف بھیجے گئے اور پھر اسپر اکتفا نہ کر کے انگلستان اور جرمن اور فرانس اور یونان اور روس اور روم اور دیگر ممالک یورپ میں بڑے بڑے پادریوں کے نام اور شہزادوں اور وزیروں کے نام روانہ کئے گئے چنانچہ ان میں سے شہزادہ پرنس آف ویلز ولیعہد تخت انگلستان اور ہندوستان اور گلیڈسٹون وزیر اعظم اور جرمن کا شاہزادہ بسمارک ہے چنانچہ تمام صاحبوں کی رسیدوں سے ایک صندوق بھرا ہوا ہے۔ پس کیا ایسی کارروائی مکر و فریب میں داخل ہو سکتی ہے۔ کیا کسی مکار کو یہ جرأت ہے کہ ایسا کام کر کے دکھلاوے ہاں یہ سچ ہے کہ ان کارروائیوں سے وجودیوں کے دلپر بڑا صدمہ ہے چنانچہ اس جگہ کے وجودی بھی دیکھ دیکھ کر آتش حسد میں جل رہے ہیں کیونکہ وہ درحقیقت اللہ اور رسول کے دشمن ہیں اور وہ چاہتے ہی نہیں کہ اللہ اور رسول کا بول بالا ہو۔ **یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔** اور اگر آپ کے یا آپ کے کسی اور بھائی وجودی کے دل میں یہ شک ہو کہ دوسرے کفار کیطرح ہمیں آزمائش کے لئے کیوں بلایا نہیں جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اپنی دانست میں پہلے بڑے بڑے فرقوں کو حق کی طرف دعوت کی ہے اور اب تک ہم سمجھتے تھے کہ وجودیوں کے لئے بھی یہی دعوت کافی ہوگی سو اب آپ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وجودی علیحدہ طور پر اپنی دعوت چاہتے ہیں سو انشاء اللہ عنقریب وجودیوں کے لئے الگ اشتہار چھپوائے جائیں گے اور پنجاب و ہندوستان اور اودھ کے وجودیوں کی طرف جو تاحال ضلالت اور کورانہ حالت میں پیرزادہ اور مشائخ بن بیٹھے ہیں روانہ کئے جائیں گے لیکن اگر آپ کی روح جو وجودیت کے نجاسات سے اچھل رہی ہے اسبات کے لئے تڑپتی ہے کہ میرے لئے جلدی ہونی چاہئیے تو میں آپ کے معاملہ کو ان اشتہارات تک بھی توقف میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ اللہ جل شانہ ہمارے ساتھ ہے وہ ہر ایک مخالف دین کو جو مقابل پر آوے گا ذلیل اور رسوا کرے گا خواہ وہ وجودی ہوں یا یہودی یا عیسائی یا آریہ یا کوئی اور مگر شرط یہ ہے کہ آپ ہمارے پاس ایک برس تک ٹھیریں قادیان میں بعض وجودی رہتے ہیں جو دین اور سچائی کے سخت مخالف بلکہ اللہ اور رسول کے علانیہ منکر ہیں یقین ہے کہ بباعث ہم مادہ ہونے کے آپ کو ان سے بہت آرام ملجائے گا اور انس ہو جائے گا بایں ہمہ رفع حجت کے لئے ہم اسبات پر بھی آمادہ ہیں کہ آپ کے آنے جانے کا تمام کرایہ ہمارے ذمہ رہے دو وقت روٹی جو کچھ نان و نمک ہو وہ بھی ہماری طرف کھا دیں مگر یہ سب اس شرط سے کہ ایکسال تک رہیں ورنہ کوئی ذمہ واری نہیں ہوگی سو اگر ایک سال تک رہنے کے بعد ہم اپنے دعویٰ میں جھوٹے نکلے تو وجودی لوگ جس قسم کی سزا ہمیں چاہیں دیدیں یا کچھ بطور سزا تاوان آپ مقرر کریں ہمیں حتی الاستطاعت ہمیں منظور ہے جس طرح چاہیں تسلی کرا لیں لیکن اگر ہم سچے نکلے یعنی ہم میں کوئی ایسا امر خارق عادت پایا گیا جس کا وجودی لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے تو ہم ان سے کچھ نہیں مانگتے بجز اس کے کہ اس ناپاک اور شیطانی طریق سے سچے دل سے توبہ کریں اور صراط مستقیم اسلام میں داخل ہو جائیں اور اگر آپ بعد اس ہماری دعوت کے قادیان میں نہ آئے تو سمجھا جائے کہ آپ کو حق کی طلب نہیں تھی بلکہ وجودیوں کی عادت کے موافق صرف **عجل جسد لہ خوار** کے آپ مصداق تھے۔

قولہ حرف درویشان بدزدد مرد دون تا بخواند بر سلیمے آن فسون۔

اقول یہ میرے لئے آپ بیچارہ رومی کا شعر لائے ہیں سو اس کا جواب شعر کے ساتھ ہی دیا جاتا ہے کیونکہ شعر کے جواب میں شعر ہی زیبا ہے اور وہ یہ ہے۔ مہ نور میفشاند و سگ بانگ میکند ◆ سگ را بپرس خشم تو بر ماہتاب چیست

قولہ ان وجودیوں کی ضلالت سے جو ملک پنجاب میں پائے جاتے ہیں اصحاب وحدۃ الوجود کو فرقہ ضالہ نہیں کہا جا سکتا۔

اقول جس حالت میں فرقہ ضالہ کہنے کا اصل موجب یہی ہے کہ تمام وجودی خواہ عام میں داخل ہوں یا خاص میں مخلوق کو عین خالق کا جانتے ہیں تو پھر وہ سب کے سب فرقہ کہلائے یا کچھہ اور ہاں یہ سچ ہے کہ پنجاب کے وجودی اکثر تارک الصلوۃ والصوم زانی فاسق فاجر بلکہ بعض کچرو شارب الخمر وغیرہ ہیں۔

قولہ اصحاب وحدۃ الوجود میں رومی اور محی الدین عربی اور شیخ عبدالقادر گیلانی داخل ہیں۔

اقول رومی کی عبارت سے صرف توحید شہودی معلوم ہوتی ہے اس کو جاہل وحدۃ وجودی سمجھتے ہیں محی الدین نے غلطی کھائی ایک بشر تھا مجہول گیا اس کا توجیہہ اُسپر اور پھایا تھپر۔ اور سید گیلانی پر وجودیت کی تہمت ہے ان کا قول ہے کہ کل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ فھو زندقۃ۔ فتوح الغیب کو آپ نے نہیں پڑھا یا اگر پڑھا ہے تو نہیں سمجھا۔ فتوح الغیب تو وجودیوں کی جڑ کاٹتی ہے۔ اسکو غور سے پڑھو تا معلوم ہو۔

قولہ کسی وحدۃ الوجود والے نے یہ نہیں کہا اور نہ یہ سمجھا کہ میں خدا ہوں۔

اقول اگر وجودی مذہب میں آپ کی معلومات کا یہ حال ہے تو پھر جھگڑا ہی کیوں شروع کیا۔ آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے مقتدا حضرت محی الدین صاحب فصوص میں فرماتے ہیں **بل ھو عین لا غیرھا** اور اس بات کو کون نہیں جانتا کہ وجودی مخلوق کو عین خالق کا سمجھے ہوئے بیٹھے ہیں حقیقی طور پر نہ مجازی طور پر کیونکہ اگر اسجگہ کسی مجاز کو دخل ہو تو پھر وہ توحید شہودی ہوگی نہ وحدت وجودی۔

قولہ کیا تماشا ہے کہ لوگ اپنی ناقص العقلی اور خباثت باطنی سے بزرگان دین پر تہمت کرتے ہیں اور انا الحق اور ہمہ اوست کے معنی بگاڑ کر کچھہ کا کچھہ سمجھتے ہیں۔

اقول حضرت لوگوں کا کچھہ قصور نہیں ان کو کیوں آپ ناحق کوستے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آپکے پرجوش کلمات ناقص العقلی اور خباثت الباطنی کے وجودیوں پر ہی عائد ہوتے ہیں نہ کسی اہل حق پر کیونکہ وہی لوگ توحید شہودی کے معنوں کو بگاڑ کر خواہ نخواہ وحدت وجودی کی طرف لے آتے ہیں چنانچہ کسی کا سکر اور فنائے نظری کی حالت میں انا الحق کہنا ہمہ اوست کا کلمہ زبان پر لانا یا سبحانی ما اعظم شانی منہ سے نکلنا یہ سب کلمات عشقی محویت کی حالت میں توحید شہودی کے چشمہ سے نکلے ہیں اور وجودیوں کی یہ ناقص العقلی اور خباثت الباطنی ہے جو کہ ان عاشقانہ کلمات کو وحدت وجودی پر نازل کرتے ہیں چنانچہ اس مقام میں مجدد الف ثانی صاحب بھی اپنے ایک خط میں جو شیخ فرید کی طرف لکھا ہے لکھتے ہیں

توحید وجودی کہ نفی ماسوائے ذات است تعالے وتقدس با عقل و شرع در جنگ است و اقوال بعضی از مشائخ کہ بظاہر شریعت حقہ مخالف می نمائد بتوحید وجودی بعضی مردم آنہا را فرود می آرند مثل قول ابن منصور الحلاج انا الحق و قول ابی یزید بسطامی سبحانی و امثال اینہا حالانکہ ایں اقوال از ان قسم عشاق بتوحید شہودی انسب و اقرب اند و برمحل آں چپاں تراپ کلمات بتوحید شہودی فرود باید آورد و مخالفت شرع را دور باید ساخت آں بندگان ایں چنیں سخنان از مقام غلبہ محویت عشقی و حیرت گفتہ اند و امثال ایں سخنان دریں مقام بعضے را دست می دہد و چوں ازیں مقام بگذرند و بحق الیقین برسند از امثال ایں کلمات تبری می نمایند و از حد اعتدال تجاوز نمی فرمایند اکثر ابنائے ایں وقت بدامن توحید وجودی زدہ اند و ہمہ را عین حق می دانند بلکہ عین حق می خواستند دگر وہلے خود را از قید تکلیف شرعی بالجملہ می کشایند و مداہنات در احکام شرعیہ می نمایند۔ تم کلامہ

اب اس خط سے بھی ظاہر ہے کہ یہ وجودی ہمیشہ خدائی کا دعوی کرتے رہے ہیں اور بیقیدی اور اباحت انکو لازم حال ہو رہی ہے۔

قولہ منصور اور بایزید کے مُنہ سے فنا کے مقام میں وہ کلمات نکلتے تھے۔

اقول اس سے آپ نے خود اقرار کر لیا کہ وہ کلمات توحید شہودی کے پاک چشمہ سے تھے نہ مکدر اور مغشوش چشمہ وحدت وجود سے کیونکہ فنا اور محویت عشقی کا نتیجہ توحید شہودی ہے نہ وجودی جو شخص غلبہ عشق سے فنائی ہو گیا ہے اسکو اس تحقیق سے کیا غرض کہ واقعی امر ہمہ اوست ہے یا ہمہ از اوست وہ تو محویت عشقی کے جوش سے کہتا ہے کہ من تو شدم تو من شدی عشق آمد شد خودی

قولہ اگر اب بھی میرے دعوے کو نہ سمجھے ہوں اور اپنے دعوی مجددیت کو ثابت نہ کر سکیں تو میرے خطوط واپس بھیجدو۔

اقول اگر میں آپ کے خطوط کو کچھہ چیز سمجھتا اور خیال کرتا کہ کسی انسان کے ہاتھہ کے لکھے ہوئے ہیں تو میں انکو عزت سے رکھتا اور اُن کو واپس بھی کر دیتا مگر میرے پاس ایسے مخالفین اسلام کے ہزارہا ردی خطوط اور فضول آتے ہیں اور چاک کیئے جاتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ میری الہامیت اور مجددیت کا دعوی ثابت ہے یا نہیں تو بفضلہ تعالی ایسا ثابت ہے کہ وجودیوں کی ہزار پشت تک بلکہ اس وقت جو وجودیوں کا تخم نکلا ہے ایسا ثبوت ملنا ان کے خود ساختہ بزرگوں میں مشکل ہے اور اگر وجودیوں میں کوئی صاحب الہام اور قبولیت ہے تو میرے مقابل پر آوے۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ حال کے وجودی نرے شیخ نجدی کے ہی چیلے ہیں اور کوئی وجہ شیخیت کی نہیں۔ و **ان اللہ موھن کید الکفرین**

قولہ میرے خیال میں نہیں آتا کہ بغیر حصول مرتبہ فنا کے کوئی صاحب الہام ہو سکے۔

اقول یہی وجہ ہے کہ وجودیوں میں کوئی صاحب الہام نظر نہیں آتا کیونکہ ان میں فنا کا نام و نشان نہیں وہ تو عبد الدرہم والدینار ہیں۔ لیکن اس عاجز کا الہام کوئی مخفی چیز نہیں اور دعویٰ امر غیر مثبت۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب ۔ گر دلیلے بایدا ز وے رو متاب ۔ دیکھو کیا روشن و درخشاں دعویٰ ہے کہ تمام وجودی یہودی عیسائی آریہ وغیرہ مجال نہیں رکھتے کہ سامنے آویں ان سب دشمنان اللہ و رسول پر یہ الہام صاعقہ کا حکم رکھتا ہے کیا آپ برعایت شرائط متذکرہ بالا ایک سال تک یعنی کے لئے آسکتے ہیں ہرگز امید نہیں کہ آویں اللہ جل شانہ نے مجھے الہام دیا ہے **سنلقی فی قلوبھم الرعب** اور نیز مجھے بشارت دی ہے کہ اگر کوئی مخالف آویگا تو ذلیل اور رسوا ہو کر جائیگا میں آپ کو پھر مکرر دعوت کرتا ہوں کہ اگر پورے ایک سال کے لئے میرے الہام کی آزمایش کے لئے آویں اور ایک سال تک رہیں اور مجھکو جھوٹا اور مکار پاویں تو جو تاوان بہری مقدرت کے موافق آپ تجویز کریں وہ ادا کروں گا یا آپ کے سال کی تنخواہ بحساب دس روپے جو آپ کو ملتے ہیں آپ کو دیدوں گا۔ اور اگر میں سچا نکلا تو بجز اس کے کچھ نہیں چاہتا کہ آپ وجودیت سے توبہ کر کے دین اسلام میں داخل ہوں اور دو چار اخباروں میں شائع کرا دیں کہ مجھ پر ثابت ہو گیا کہ وجودی مذہب ضلالت اور الحاد کی راہ ہے اور اب سچے دل سے اللہ اور رسول اور قرآن شریف پر ایمان لایا اور الحاد کے طریقہ سے توبہ کی۔

قولہ جس سے کرامت کا صدور ہوگا اسکو دعوی کرنے اور اشتہار دینے کی ضرورت کیا ہے جیسے **فضل الرحمن** صاحب اور وہ ایسے ہیں کہ ان کی قدمبوسی کے لئے ہر شہر سے لوگ چلے آتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔

اقول جو کامل مردان خدا ہیں وہی دعویٰ کرتے ہیں مخنثوں اور نامردوں کا کام نہیں جو دعویٰ کریں **فضل الرحمن** بیچارہ خدا جانے کون اور کس خیال کے آدمی ہیں غالباً وہی وجودی پیرزادہ ہوگا یہی حضرات ہیں جو جابجا دکانیں کھول رہے ہیں ایسے بودے کی کیا طاقت جو ایک جہان کے سامنے کچھ دعوی زبان پر لاوے میدان میں کھڑے ہو کر کروڑہا مخالفوں کے سامنے دعویٰ کرنا ہر ایک ایسے ویسے آدمی کا کام نہیں۔ یہ دعویٰ اولوالعزم رسولوں نے کیا۔ یا انہوں نے جو ان کے قائم مقام اور کمالات میں ان کے مثیل ہیں دوسروں سے جو بزدل اور ضعیف الایمان اور ریاکار شجاعوں اور بہادروں میں سے نہیں ہیں اور نہ کامل بھروسہ اللہ جل شانہ پر رکھتے ہیں ایسا عالی شان دعویٰ کب ہو سکتا ہے

مردی و شجاعت سر صدیق
از زن مطلب اگر نہ دانی

بھلا ہم نے تو خدا کے اذن سے بادشاہان وقت کو دعوت کی یہانتک کہ قیصرہ ہند کے ولیعہد کو اسلام کا خط لکھا میاں فضل الرحمن کو کہتے کہ اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو دعوت اسلام کی کر کے دکھلاوے پھر دعوی کرے کہ مجھمیں یہ طاقت ایمانی ہے۔ میں ایسے پیرزادوں کی حقیقت خوب جانتا ہوں مگر لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں اب حاصل کلام یہ ہے کہ جو لوگ مسکین اور بے بصارت اور اس راہ میں گئے گذرے ہیں وہ دعوی نہیں کر سکتے اور نہ اشتہار دے سکتے ہیں مگر جو لوگ رسول یا رسولوں کی مانند ہیں وہ قدیم سے دعوی کرتے چلے آئے ہیں۔ اس مقام میں صاحب منصب امامت نے کیا عمدہ لکھا ہے چنانچہ انکی عبارت یہ ہے۔ نکتہ اول۔ امامت ظل رسالت است و بناے آں بر اظہار است نہ بر اخفا بخلاف سائر ارباب ولایت پس چونکہ ادعاے منازل وجاہت و ادعاے مقامات ولایت و بیان معاملات ربانی و کشف اسرار روحانی در حق ارباب ولایت شرط سلب زوال ولایت است ہمچنیں در حق ایشاں باعث ترقی و کمال آنچہ از قسم فخر ز ائمہ ہدی سر بر میزند مثل آنچہ از حضرت امیر المومنین علی مرتضی منقول است **انا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کذاب وانا القرآن الناطق** و آنچہ از سید الشہدا در معرکہ کربلا از اشعار مفاخرت مروی است ہمچنیں از سائر آئمہ اہلبیت و سیدی عبد القادر جیلانی و دیگر آئمہ ہدی ایں کلمات را از قبیل تحدیث بنعمۃ اللہ و تشبث برحمۃ اللہ باید شمرد نہ از جنس ہرزہ سرائی و خودستائی ۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

اب رہی یہ بات کہ میاں فضل الرحمن کے پاس لوگ بہت آتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں اسکا آخری فقرہ تو پیران نمی پرند مریدان می پرانند میں داخل ہے ہاں یہ قریب قیاس ہے کہ عوام کالانعام کہ جو نیک اور بد میں تمیز نہیں کر سکتے بہت آتے ہونگے مگر کیا بیچارے مہنتوں سے بھی زیادہ جن کا لاکھ لاکھ آدمی چیلہ ہے ہمارے ہی قریب ایک جاہل اور نادان وجودی رہتا ہے جو موافق عادت وجودیوں کے تارک صوم و صلوۃ اور بہت ناکردنی اور ناگفتنی باتیں انکی جماعت میں پائی جاتی ہیں مگر قریب ایک لاکھ کے اسکا مرید ہوگا بات یہ ہے کہ ایسوں کو تیسی جاتے ہیں حضرت سیدنا و مولانا و مخدومنا و مخدوم الکل خاتم الرسل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں تکالیف اٹھا کر تیرہ برس میں مکہ معظمہ میں سو یا سوا سو کو خلعت ایمان پہنایا اور مسیلمہ کذاب پر صرف ایک ماہ میں لاکھ آدمی کے قریب ایمان لے آیا یہ علامت ہے کہ حق کا اثر دیر سے پڑتا ہے مگر دیرپا ہوتا ہے اور باطل کا اثر جلد پڑتا ہے اور جلد ہی دور ہو جاتا ہے مردان خدا کی شان کمی جماعت سے کچھ کم نہیں ہوتی قیامت کے میدان میں کئی ایسے رسول آئینگے جنکے ساتھ دو یا ایک پیرو ہوگا اور بعض ایسے ہونگے کہ اکیلے آئینگے کثرت پر خوش ہونا جاہلوں کی عادت ہے حقیقت اور مغز کو نہیں دیکھتی رستی اور حقیقی برکت کو تلاش نہیں کرتے آجکل بہتیرے حرامخور پیرزادے ہیں جو ہزاروں جاہل سادہ لوح انکی قدمبوسی کے لئے آتے ہیں اور انکو زعم ہے وہ مرادیں دیتے ہیں

باقی آئندہ

خراب الجدار

لاعتبار اولی الابصار

دیوار ڈھے گئی

فضل کی بارش برسی اور فتنہ کی گرد بیٹھ گئی

مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝

ترجمہ

تمھیں (اپنی کمزوری اور بےسامانی اور حریف کے سامان کی قوت دیکھکر) گمان بھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں گے اور وہ اس یقین سے بھرے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے انھیں اللہ کی گرفت سے بچا لیں گے۔ اتنے میں اللہ نے ایسی راہوں سے انھیں جا لیا جن کا انھیں وہم گمان بھی نہ تھا۔ اور ان کے دل میں رعب ڈالدیا جس سے انھوں نے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے ویران کیا اور کچھ مومنوں کے ہاتھوں سے تباہ ہوئے۔ سو (ایسے واقعات سے) دانشمند و سبق سیکھو۔

چار بجے عصر کا وقت ہے جس کی نسبت خدا کی بزرگ کتاب قرآن مجید میں آیا ہے وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ہم خادمان مسجد مبارک میں خدا کی نصرتوں کے منتظر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ہوں۔ برادر عزیز مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں۔ مرزا خدا بخش صاحب ہیں۔ حکیم فضل الدین صاحب ہیں۔ شیخ ضیاء الدین صاحب ہیں۔ پیر سراج الحق صاحب ہیں۔ شیخ عبدالرحیم صاحب ہیں۔ سامنے سے میر ناصر نواب صاحب دوڑے دوڑے آتے اور بشارت دیتے ہیں کہ دیوار کو وہی بھنگی ڈھا رہا ہے جو اس شر اور فتنہ کے دن اس کے کھڑا کرنے کے لیے مقرر ہوا تھا۔ اس بشارت کو سنکر سب دوست اس عجیب اور دل کش نظارہ کو دیکھنے کو مسجد کے اوپر دوڑے چلے جاتے ہیں اور میں شکر اور حمد سے معمور ہو کر سجدہ میں گر جاتا ہوں۔ اس وقت میں ایک عجیب اور بین فرق دیکھتا ہوں اپنی حالت میں اور ایسے موقعہ پر ابنائے دنیا کی حالت میں۔ ایک مادہ پرست ابن دنیا اس وقت کیا کرتا۔ وہ ایسے وقت میں جب کہ خدا نے اس کے دشمنوں کی ناک پر ذلت کا داغ لگایا اور ہر دعوی میں انھیں نیچا دکھایا کس پیرایہ میں اپنے دلی جوشوں کو ظاہر کرتا۔ اس کے بیان کی کچھ ضرورت نہیں۔ نفسانی جوشوں کے پرستار۔ ذاتی انتقاموں اور کینہ کشیوں کے شیدا۔ اسی جہان اور اس کے دکھوں اور سکھوں تک نظر کو محدود رکھنے والے ایسے وقتوں میں جو کچھ کرتے اور کہتے اور سنتے اور سناتے ہیں کون نہیں جانتا۔ مگر ہم ہیں کہ پہلے سے بھی زیادہ اور بہت زیادہ اللہ تعالے کے احسانوں کے مقابل سرنگوں ہوئے جاتے ہیں اور مارے شرم کے پانی پانی ہو رہے ہیں کہ ہم ناکاروں گنہگاروں پر اس کے اس قدر احسان اور افضال ہیں۔ دل میں اپنے اندر اس عہد کے لیے قوت محسوس کرتے ہیں کہ اب ہم اس کے اور اسی کے نئے بندے ہوں گے اس لیے کہ وہ **ابراہیم** اور **اسمعیل** اور **محمد** (صلوات اللہ علیہم اجمعین) کا خدا آج سے ہمارا اپنا خدا ہوا۔ اس نے اپنے برگزیدوں کو بھیڑیوں اور چیتوں کے حملوں سے بچایا جو انھیں ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ اسی نے انھیں اس بیدرد و سنگدل شماتت سے محفوظ رکھا جو دشمنوں کے سینوں میں پرورش پاتی اور ایک وقت کے انتظار میں نعل در آتش بیٹھی اور برگزیدوں کی ساحت پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑنے کے لیے سیماب وار تڑپ رہی تھی۔ اے قدوس حکیم رب عرش کریم ہمیں توفیق دے کہ تیری اس نعمت کا شکر کریں جو تو نے ہمیں بخشی اور ہم سے ایسے اعمال صالحہ سرزد ہوں جن سے تو راضی ہو جائے اور ہم پر وہ فضل کر جو تو نے آدم سے لیکر ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ و علیہم اجمعین) تک تمام منعم علیہم پر کیے۔ ہاں اے راست بازوں کے ناصر و حامی رحیم کریم خدا انعام و افضال کی وہ امانت ہمیں واپس دے جو تیرے مبارک خزانہ میں مسیح موعود کی جماعت کے لیے مکنون و مخزون چلی آتی تھی۔ کیا ہم تیرے وعدہ کے موافق تیرے نبی کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بلا واسطہ برگزیدہ جماعت نہیں۔ کیا خود تو نے ہمیں ایسے وقت میں جبکہ قوم کے ایک حصہ نے مغضوب علیہم کی راہ اختیار کر لی اور دوسرے حصہ نے ضالین کا جامہ پہنکر تجھے ناراض کیا ہاں کیا تو نے ہمیں اپنے لیے چن نہیں لیا۔ تو پھر چمکتی ہوئی اور معجزہ نما نصرتیں ہم پر اتار۔ اور وہ وعدے پورے کر جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی معرفت کیے اور ہمیں ہر موطن اور میدان میں رسوائی اور نامرادی سے بچا۔ آمین

یہ **دیوار** جسے فتنہ و شر کی اینٹوں نے ترکیب دی تھی، ۷ جنوری ۱۹۰۰ء میں کھڑی کی گئی۔ اور آج ۲۰ اگست ۱۹۰۱ء بروز سہ شنبہ مطابق ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ میں آپ ہی موذی